REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰   شمارہ ۴۶

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

قائم مقام ایڈیٹر:- محمد کریم الدین شاہد

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۷ جمادی الاوّل ۱۴۱۲ ہجری   ۱۴ نبوت ۱۳۷۰ ہش   ۱۴ نومبر ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدُللہ۔

احبابِ کرام حضورِ انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دُعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گُناہ سے متنفّر ہو جاتی ہے

قرآن شریف کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے وہاں ہی حقائق اور حِکَم کا ایک خزانہ نظر آیا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"یہ بات کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گُناہ سے متنفّر ہو جاتی ہے۔ یہ بات آسانی اور صفائی سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ دیکھو سنکھیا ہے یا اور زہریں ہیں یا بعض زہریلے جانور ہیں۔ اِنسان اُن سے کیوں ڈرتا ہے؟ صرف اِس لئے کہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اِس درجہ پر یہ زہر ہلاک کر دیتے ہیں۔ بہتوں کو زہر کھا کر ہلاک ہوتے دیکھا ہے، اِسی لئے طبیعت اس طرف نہیں جا سکتی، بلکہ ڈرتی ہے۔ جبکہ یہ بات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قِسم قِسم کے گُناہ سرزد ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اگر راستہ میں ایک پیسہ پڑا ہُوا ہو تو جُھک کر اُس کو اُٹھا لے گا۔ حالانکہ تھوڑے سے اعلان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ پیسہ کس کا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۶۵)

"اللہ تعالیٰ گواہ [illegible] اور اُس سے بڑھ کر ہم کس کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا ہے۔ سولہ یا سترہ برس کی عُمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہُوں، مگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اُن اعتراضوں نے میرے دل کو مذبذب یا متأثر نہیں کیا اور یہ محض خُدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ مَیں جُوں جُوں اُن کے اعتراضوں کو پڑھتا جاتا ہُوں اسی قدر اُن اعتراضوں کی ذِلّت میرے دِل میں سماتی جاتی ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت اور محبّت سے دِل عطر کے شیشہ کی طرح نظر آتا ہے۔ مَیں نے یہ بھی غور کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جس پاک فِعل پر یا قرآن شریف کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے، وہاں ہی حقائق اور حِکَم کا ایک خزانہ نظر آیا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۸)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر

رضاکاران کی ضرورت ہے

ہندوستان کی جماعتوں کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر مختلف ڈیوٹیاں انجام دینے کے لئے رضاکاران کی بہت ضرورت ہوگی۔ اِس سلسلہ میں دفتر جلسہ سالانہ اور دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے پہلے سرکلر بھجوائے جا چکے ہیں۔ اور اخبار بدر میں بھی اعلانات شائع ہوئے ہیں۔

سیکیورٹی کی ڈیوٹی دینے والے خُدام کی فہرست دفتر خُدام الاحمدیہ بھارت میں بھجوائیں۔ جن جماعتوں نے ابھی تک رضاکاران کی فہرست نہیں بھجوائی اُن سے گزارش ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مذکورہ فہرست بھجوا کر ممنون فرمادیں۔

رضاکاران کو اخراجاتِ سفر خود برداشت کرنے ہوں گے۔ اسی طرح موسم کے مطابق گرم بستر اور کپڑے ساتھ ضرور لانا چاہیئے۔ پنجاب کے موسم کے لحاظ [illegible] رات کو رضائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ناظم خدمتِ خلق
جلسہ سالانہ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴ نبوت ۱۳۷۰ ہش

اہلِ حق کا گروہ!

ایمان و عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ قرآن شریف نے جہاں بھی اہلِ ایمان کا ذکر فرمایا ہے وہاں اکثر مقامات پر انہیں اعمالِ صالحہ کے حوالہ سے یاد کیا ہے۔ جس کی حکمت یہی ہے کہ ایمان بدون عملِ صالح مفید اور نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ ایمان سے اگر روح کو بالیدگی اور تزئین حاصل ہوتی ہے تو عملِ صالح سے انسان کے اخلاق و کردار پختہ اور آراستہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مومنین اور بنی نوعِ انسان کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے کہ جو بھی اوامر و نواہی قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں اُن سب کو عملی جامہ پہنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ یہ آپؐ کے اُسوۂ حسنہ ہی کا کرشمہ تھا کہ عرب جیسے وحشی صفت اور اکھڑ مزاج لوگ آپؐ کے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ دینِ اسلام ہی کو انہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور آسمانِ اسلام کے درخشندہ ستارے بن گئے۔

پھر مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ جوں جوں مسلمانوں کے قول و فعل میں عدم مطابقت پیدا ہوتی گئی، توں توں اُن کی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ بھی ماضی کی داستان بنتے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے بھی اپنی تائید و نصرت کا ہاتھ اُن سے اُٹھا لیا۔ اور فی زمانہ مسلمانوں کا جو عمل و کردار ہے اس پر ہمیں تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی ہوں یا ڈاکٹر علامہ اقبال سبھی نے اِس موضوع پر مرثیہ خوانی کی ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزند جلیل کو اُمتِ مسلمہ کی بگڑی سنوارنے کے لئے مامور فرمایا۔ اور آپؑ کے ایک الہامی شعر میں آپؑ کی بعثت کی غرض و غایت یہ بیان فرمائی کہ ؎

چوں دَورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یعنی اب اِس مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے دَور کے آغاز سے نام کے مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جائے گا۔ گویا جماعتِ احمدیہ کے قیام کا ایک اہم تر بالشان مقصد یہ ہے کہ نہ صرف اہلِ اسلام کو بلکہ معمورۂ عالم کے تمام بنی نوعِ انسان کو اطاعت و فرمانبرداری۔ ایثار و قربانی اور مؤاخات و ہمدردی کے لحاظ سے ایک فعّال و خُدا نما قالب میں ڈھالا جائے۔ اور الحمدُ للّٰہ کہ جماعتِ احمدیہ کے افراد ان اغراض و مقاصد کو پُورا کرنے کے لئے دِن رات کوشاں ہیں۔ اور علامہ اقبال نے بجا طور پر یہ گواہی دی ہے کہ:-

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اُس جماعت کی شکل میں ظاہر ہُوا ہے جسے فرقۂ قادیانی کہتے ہیں۔" (ملتِ بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۱۷-۱۸)

اِسی طرح علامہ نیاز فتحپوری نے تحریر فرمایا:-

"اِس وقت تمام اُن جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں صرف ایک جماعت ایسی ہے جو بانیٔ اسلام کی متعیّن کی ہوئی شاہراہِ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے۔ گو اِس کا احساس تنہا مجھ ہی کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور ان کو رعونتِ نفس یا احساسِ کمتری اِس اعتراف سے باز رکھتا ہے۔" (رسالہ "نگار" ماہِ نومبر ۱۹۵۹ء)

گویا دَورِ حاضر میں جماعتِ احمدیہ کی تنظیم۔ اشاعت و غلبۂ اسلام کے لئے اس کا جوش اور اس سلسلہ میں ان کی مالی و جانی قربانیاں اُمتِ مسلمہ میں طرۂ امتیاز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کے اشد ترین مخالف ندوۃ العلماء کے بانی مولوی سید محمد علی مونگھیری احمدیوں کے متعلق لکھتے ہیں:-

"ان کی سعی اور کوشش اِس قدر انتھک اور منظم ہے جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دِل لرز جاتا ہے کہ الٰہی یہ کیا طوفانِ کفر اور سیلابِ ارتداد ہے۔ اس کو روکنے کی کیا صورت ہو؟ ہندوستان میں کوئی جگہ نہیں جہاں ان کے لوگ تبلیغ نہ کرتے ہوں اور ہندوستان کے علاوہ انگلستان۔ جرمنی۔ امریکہ اور جاپان میں بڑے زوروں اور نہایت نظم سے اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں ——— ان کے پاس کوئی بنک نہیں کوئی ریاست نہیں صرف ایک بات ہے کہ مرزا (علیہ السلام۔ ناقل) نے کہہ دیا ہے کہ ہر مُرید حسبِ استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لئے کچھ دے۔ اور جو تین ماہ تک کچھ نہ دے گا وہ بیعت سے خارج ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اس کے بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہو گیا۔ اور اُن کا ہر مُرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصّہ دیتا ہے۔ اور بعض تو تہائی اور چوتھائی قادیان بھیجتے رہتے ہیں۔ جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔"

(سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری مؤلفہ سید محمد الحسن صفحہ ۲۹۶)

اِن حقائق کے ساتھ تاریخِ اسلام کی روشنی میں مسلمانوں کے عروج و زوال کے عوامل و اسباب کا گہری نظر سے جائزہ لیتے ہوئے ہمارا یہ فرض بن جاتا ہے کہ نہ صرف ہم اپنے ایمان و عمل کے اِس اعلیٰ معیار کو برقرار رکھیں بلکہ نسلاً بعد نسلٍ اِس شمعِ ہدایت کے نُور کو فروغ تر بنانے کی لگاتار جدّ و جہد کرتے چلے جائیں۔ اپنی قدر پہچانیں اور دامنِ خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہ کر حضرت امام ہمام ایدہُ اللہ الودود کے ارشادات و فرمودات کے عین مطابق عمل پیرا ہو کر یہ ثابت کر دکھائیں کہ اہلِ حق کا گروہ ہم ہی ہیں۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دُنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں کہ نِرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اِس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔ جیسے بدقسمتی سے بعض مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للّٰہ مگر نماز نہیں پڑھتے۔ اور شعائر اللہ کی حُرمت نہیں کرتے۔ پس مَیں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دِکھاؤ۔ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اِس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دُنیا کی اِس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار کو ہی کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سُود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے کیا معنے ہیں۔ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پُورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خُدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دِکھاؤ۔ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اُسی طرح عمل کرو جس طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دِکھایا اور صحابہؓ نے کیا۔ قرآنِ شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو۔ اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہوسکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دُنیا میں نہیں آیا جس نے اِس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو۔ اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کرکے دِکھاؤ کہ اہلِ حق کا گروہ تم ہی ہو۔"

(الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء)

(محمد کریم الدین شاہد)

تیسری مجلسِ مشاورت بھارت

۲۹ دسمبر ۱۹۹۱ء کو قادیان میں منعقد ہوگی

قبل ازیں بھی اعلان کیا گیا تھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی تیسری مجلسِ مشاورت جلسہ سالانہ کے معاً بعد قادیان میں ۲۹ دسمبر کو منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اُمراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے گزارش ہے کہ اِس مشاورت کے لئے حسبِ قواعد نمائندگان کا انتخاب کروا کے بھجوائیں۔ اور ایجنڈا کے لئے تجاویز بھی اپنی جماعتوں میں مشورہ کے بعد ارسال فرمائیں۔

نمائندگان کے نام اور تجاویز ۲۰ نومبر تک خاکسار کو بھجوائیں۔

سیکرٹری مجلسِ مشاورت بھارت

خطبہ جمعۃ المبارک

ہم نے صد سالہ جوبلی تشکر کے طور پر ایک تحریک کی تھی جس کا ابتدائی نام صد سالہ جوبلی فنڈ برائے افریقہ و ایشیا رکھا گیا تھا

اس تحریک کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے کوتاہی ہوئی اور بار بار جماعتوں کو یاد دہانی نہیں کروائی گئی

تین میں سے دو سال گزرے ہیں اور تین میں سے ایک وعدہ یعنی ایک تہائی وصول ہوا ہے جبکہ دو تہائی وصول ہونا چاہیئے تھا

خُدا کے حضور جماعت کی معرفت جو روپیہ پیش کیا جاتا ہے اس پر ہمیشہ نگران رہیں اللہ تعالیٰ نے اس روپے کو قرض قرار دیا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱؍ اخاء ۱۳۷۰ ہش (اکتوبر ۱۹۹۱ء) بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر پی۔ ایس لندن کا قلمبند کردہ حضور انور کا یہ غیر مطبوعہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج میں دو تین متفرق امور سے متعلق جماعت سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تو گذشتہ خطبے کے مضمون کو دوبارہ از سر نو چھیڑنا ہے۔ وہ فتنہ جو مالمو میں پیدا ہوا جس کی بر وقت سرزنش کی گئی اس سلسلہ میں ایک دو وضاحتوں کی ضرورت ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے چندہ دیا اور پھر مانگا اُن پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی فرمودہ یہ مثال صادق آتی ہے کہ تحفہ پیش کرنے والا اگر اُس کی واپسی کا خیال کرے تو ایسا ہی ہے جیسے قے کر کے اُسے دوبارہ چاٹے اور یہ ایسی مکروہ چیز ہے جو انسانی تعلقات میں بھی قابلِ قبول نہیں، کجا یہ کہ خُدا کے تعلق میں انسان یہ وہم بھی کر سکے کہ خُدا کے حضور کچھ پیش کر کے اُسے واپس مانگا جائے۔ چنانچہ اس حدیث کی روشنی میں میں نے اس معاملہ کی کراہت کو ظاہر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس رقم کا واپس کرنا ہی بہتر ہے لیکن اس ضمن میں بعض اور سوال اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور بعض فتنوں کے دروازے بھی کھل سکتے ہیں۔ اس لئے ان کی پیش بندی کے لئے میں اس معاملہ کو دوبارہ چھیڑ رہا ہوں۔

مضمون اپنی ذات میں درست ہے۔ ایسے شخص کے متعلق کراہت کا اظہار اس سے بہتر الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی چندہ دینے والا بعد میں اس عذر کو سامنے رکھ کر یا کسی اور عذر کی بناء پر چندے کی واپسی کا مطالبہ کرے تو ایسی صورت میں جماعت پر نہ واپسی فرض ہے، نہ اس کا کسی قسم کا حق ہے نہ وہ کوئی قانونی چارہ جوئی کر سکتا ہے۔ کئی مرتدین نے یہ قسمت آزمائی بھی کی ہے لیکن عدالتوں نے ان کے اس مؤقف کو رد کر دیا ہے۔ اس لئے جہاں تک اس کا تعلق ہے جیسے چیز دی جائے اس کا اس چیز کو واپس کرنا ضروری نہیں کیونکہ واقعۃً اس تک وہ پہنچتی نہیں، چاٹنے والے کے لئے قے ہے اور اس معاملہ میں غالباً میں نے جو تشریح کی تھی اس کو ضرورت سے زیادہ ممتد کر دیا تھا، زیادہ کھینچ دیا تھا یہ درست نہیں تھا۔ چندہ خواہ گندی نیت سے دیا جائے یا ریاکاری سے دیا جائے یا کسی اور مکروہات کے ساتھ دیا جائے جب ایک دفعہ سلسلہ کو مل جاتا ہے تو خدا کے نزدیک اس کا مکروہ فعل اس کی طرف لوٹایا جاتا ہے لیکن روپے کا لوٹنا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے

خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

جو چندہ سلسلے کو ایک دفعہ پیش کیا جائے پیش کرنے والا چاہے کیسی ہی مکروہ نیت سے پیش کرے اُسے مانگنے کا حق نہیں ہے۔ اگر وہ مانگتا ہے تو اس کے اوپر قے والی مثال صادق آتی ہے۔ باقی اس کے باوجود میں نے اس کی واپسی کا فیصلہ کیوں کیا؟ تو دراصل اس کے پیچھے سزا کا مضمون ہے۔ حق کے طور پر واپس نہیں کیا جا رہا بلکہ سزا کے طور پر کیونکہ ایک احمدی مخلص کے لئے اس سے بڑی سزا کم ہوگی کہ اس کا چندہ اُسے لوٹا دیا جائے اور آئندہ کے لئے اُسے چندہ دینے سے محروم کر دیا جائے۔

کل ایک ملاقات کے دوران جس میں یوگوسلاویہ کے کچھ دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک سیاسی راہنما جو جماعت میں بھی دلچسپی رکھتے تھے ان کو مالی نظام کی بحث میں، جب میں نے یہ بتایا کہ ہم چندہ دینے والے کو جو زیادہ سے زیادہ سخت سزا دے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اُسے چندہ واپس کر دیں یا اُسے کہیں کہ آئندہ تم سے چندہ نہیں لیا جائیگا۔ اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے تو حیرت کے ساتھ ان کے منہ پھٹے کے پھٹے رہ گئے۔ انہوں نے کہا یہ سزا ہے؟ دنیا میں تو کسی کو TAX واپس کریں تو وہ تو چھلانگیں لگائے۔ گھروں میں ناچ گانے ہوں کہ شکر ہے ہمارے پیسے واپس ہو گئے۔ یہ عجیب جماعت ہے جس کی سزا یہ ہے کہ پیسے واپس کر دیتے ہو تو دراصل پچھلے خطبہ میں [illegible] مگر مجھے یہ کہہ دینا چاہیئے تھا کہ جماعت واپسی کی ذمہ دار نہیں ہے۔ اگر [illegible] تو معنوی لحاظ سے اُس کے لئے قے ہے جو مانگتا ہے مگر جو روپیہ ایک دفعہ سلسلے کو دے دیا جائے اس کو واپس لینے کا کوئی حق نہیں ورنہ مالی نظام درہم برہم ہو جائیگا۔ چندہ واپس کر دینا یا آئندہ نہ لینا اس کی سند الگ احادیث میں موجود ہے اور ایسے اقدامات ہمیشہ سزا کے طور پر کئے گئے ہیں۔ نظام جماعت میں بھی تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ ناراضگی اور سزا کے اظہار کے طور پر ایسا کیا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے کی بات ہے کہ اس طرح سزا کے نتیجہ میں ایک شخص ساری زندگی عذاب میں مبتلا رہا لیکن پھر بھی اس سے روپیہ وصول نہیں کیا گیا تو یہ مضمون دراصل اس حکمت سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرے امور پر کھینچ کر اس کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسری بات جو وضاحت طلب ہے یہ ہے کہ مجلس عاملہ نے ایک بات کی، اس کی سزا جماعت کو کیوں ملے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ بعض دفعہ جب ایک قوم کے راہنما کوئی خطرناک غلطی کرتے ہیں تو قوم بھی اس کے ساتھ سزا پاتی ہے۔ اہلِ مدینہ میں سے ایک بدبخت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اعتراض کیا تھا اور اس کے نتیجہ میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا تو اہلِ مدینہ زخمی ہوئے جانوروں کی طرح تڑپ رہے تھے۔ اور بار بار عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ہمارا قصور نہیں۔ ہم نے تو نہیں کہا۔ اسی بدبخت نے کہا ہے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس ناراضگی کے اظہار میں رُکے نہیں پس بعض دفعہ کسی قوم کی بدبختی ہے کہ اُس کے راہنما، اُس کے چیدہ لیڈر ایسی بدبختی کی بات کر دیں۔

جس کا آزار سب کو پہنچے اور سب کو اس سے تکلیف ہو لیکن یہ ایک ایسی تکلیف ہے جس میں صرف وہ لوگ شریک نہیں ہیں جن کے خلاف فیصلہ کیا گیا ہے بلکہ خود میں بھی شریک ہوں، کیونکہ میرے لئے ایسے احمدیوں کے متعلق جو کسی رنگ میں بھی اس معاملہ میں ملوث نہ ہوں یہ فیصلہ کرنا سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے کہ ان کا چندہ لوٹایا جائے۔

چنانچہ گذشتہ ایک ہفتہ بہت تکلیف کی حالت میں بار بار دعا بھی کی، استغفار بھی کیا اور وہاں سے آئے ہوئے احتجاجات کا بھی مطالعہ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ باقی جماعت میں سے جن کے متعلق یہ علم ہو کہ ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں تھا ان کے اوپر اس فیصلہ کا اطلاق نہیں ہوا۔ ان کے لحاظ سے یہ فیصلہ منسوخ ہے لیکن یہ ہے تعجب انگیز بات کہ ساری عاملہ ایک بات پر متفق ہو اور بار بار اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتی ہو اور اس وقت کا صدر رپورٹوں میں یہ لکھتا ہو کہ ساری جماعت کے یہی خیالات ہیں اور اس کے باوجود خطوط یہ ملیں کہ ہمارے خواب و خیال میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی نہ کبھی ہم نے سنی تو عجیب سی عاملہ تھی جو انتہائی خفیہ سازش کے طور پر بند کمروں میں باتیں کرتی تھی اور جماعت کو اس کی کانوں کان خبر نہیں ہوئی۔ تعجب انگیز ہے لیکن ہمارا یہ حق نہیں ہے کہ اس کے باوجود کوئی شخص حلفاً یا کھلے کھلے اقرار کیساتھ یہ بات کہے کہ میرے علم میں یہ بات نہیں تھی اس لئے میں نے احتجاج نہیں کیا تو ہم اس پر بھی یہ سزا عائد رکھیں۔

اس لئے میں یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ وہ سب احباب جماعت مالمو جن کے علم میں یہ بات نہیں آئی یا وہ بھی جو مجلس عاملہ کی میٹنگ میں شامل نہیں تھے اور بالعموم ان کا رجحان اس قسم کا نہیں ہے۔

ان کو بھی اس سزا سے مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔

ایک اور بات یہ کہ اگر دنیا پر یہ تأثر پڑا ہے کہ مالمو کی ساری جماعت نعوذ باللہ گندی ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا بہت سے مخلصین ہیں۔ بہت سے ایسے نوجوان ہیں جن کے اخلاص میں کوئی شک نہیں۔ جب ان کے علم میں یہ بات آئی تو انتہائی کراہت کے ساتھ انہوں نے دیکھا اور اپنے رشتوں کی بھی پرواہ نہیں کی اور بلا دھڑک ان امور کے خلاف جذبات کی بڑی شدت کے ساتھ احتجاج کیا۔ یہ تو بعض لوگوں کی غلطی سے بعض دفعہ سزا تو ایک رنگ میں سب کو ہی ملتی ہے لیکن ہر ایک کا مجرم ہونا ضروری نہیں ہے اور قرآن کریم نے اس مضمون کو ایک اور جگہ کھولا ہے کہ اس دن کے عذاب سے ڈرو جب معصوم بھی ساتھ پیسے جائیں گے تو بعض تکلیفیں ہیں وہ ہر ایک کو پہنچتی ہیں۔ یہ ایک قانون قدرت ہے بعض اس قسم کی تکلیفیں ہیں جن میں معصوم بھی ساتھ پیسے جاتے ہیں لیکن غلطیاں بعض کی ہوتی ہیں لیکن سزا کے لحاظ سے وہ عقوبت کے مستحق اور سزاوار نہیں ہوتے یہ سزا ایک طبعی قانون کے طور پر چلتی ہے مگر یہ کہ نعوذ باللہ خدا ان سے ناراض ہو یہ بات درست نہیں۔ اس لئے کثرت سے ایسے لوگ وہاں ہوں گے جن سے خدا ناراض نہیں جن کے تقویٰ کے متعلق کوئی شک نہیں، جو اخلاص کے ساتھ سلسلہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان سب کو بحیثیت جماعت مالمو کے رد کر دینا یا ان کو مطعون کرنا یہ درست نہیں ہے۔ علاوہ ازیں سویڈن میں بھی بحیثیت جماعت سویڈن کے بڑی بڑی قربانی کرنے والے لوگ ہیں۔ ماشاء اللہ جس جماعت گوٹن برگ سے جماعت مالمو نے ایک قسم کا رقابت کا مضمون شروع کر رکھا تھا وہاں ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے اکیلے نے پورے قرآن کریم کی اشاعت کا خرچ دیا اور بڑی خاموشی کے ساتھ ایک یورپین مشن کے لئے ایک ہی فرد واحد نے بہت بڑی رقم پیش کی ہے یعنی ایک لاکھ پاؤنڈ کے قریب اور اشارۃً بھی یا کنایۃً بھی اس بات کو انہوں نے کبھی ظاہر نہیں کیا نہ مجھے کہا ہے اس کو ضبط تحریر میں لایا جائے اور میرا نام ظاہر کیا جائے تو بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی ہر جماعت بڑے بڑے عظیم الشان مخلصین سے بنی ہوئی ہے اور ایسی جماعت نہیں ہے جیسے جماعت کے طور پر نعوذ باللہ من ذالک رد کیا جائے۔ پس مالمو کی جماعت کو بھی اگر تکلیف پہنچی ہے تو وہ لازماً پہنچنی تھی کیونکہ مجلس عاملہ ایک بہت بڑی نمائندہ حیثیت رکھتی ہے۔ وہاں سالہا سال سے ایسی بیہودہ باتیں ہو رہی ہوں تو لازماً ساری جماعت کے لئے سخت شرم کی بات ہے اور ایسا معاملہ ہے کہ انہیں استغفار کرنا چاہیئے مگر بیرونی دنیا کی جماعتوں کو میں سمجھا رہا ہوں کہ وہ نعوذ باللہ من ذالک اسے جماعت مالمو کے لئے طعن و تشنیع کا موجب نہ بنائیں۔ اگر ان کے رشتے دار وہاں ہیں، تعلق والے ہیں تو ان کو یہ حق نہیں ہے کہ اس ناراضگی کے اظہار کے نتیجہ میں وہ ان کو کسی قسم کے طعنے دیں یا کسی رنگ میں گھٹیا سمجھیں۔

اس وضاحت کے بعد ایک اور ہدایت ساری دنیا کی جماعتوں کو یہ دینی چاہتا ہوں کہ جہاں تک میں نے جھگڑوں اور فتنوں کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے ایک ... وجود دکھائی دیا ہے کہ

جب بھی کوئی بداخلاق آدمی مجلس عاملہ میں آجائے

تو اس سے ضرور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا شخص جس کی زبان میں تیزی ہے جو طبعاً بدخلق آدمی ہے اور پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی بات سے کسی کا دل کٹتا ہے۔ اپنے ساتھی کے ساتھ ادب اور احترام سے گفتگو کرنے کی بجائے کڑوی بات پتھر کی طرح مارتا ہے۔ بعض لوگ اس کا نام سچائی قرار دیتے ہیں کہ دیکھو جی! ہم تو سچی بات کریں گے۔ ہم تو رکیں گے نہیں۔ یہ سچی بات نہیں ہے۔ یہ بدتمیزی ہے۔ سچ بولنے میں اور سچ بولنے میں فرق ہوا کرتا ہے۔ ایک بااخلاق انسان سچ بات کہتا ہے مگر حتی المقدور کوشش کے ساتھ کہ کسی کو دکھ نہ پہنچے اور جو سچ کے نام پر بدتمیزیاں کرتے ہیں وہ سچے ہوتے بھی نہیں ہیں۔ یہ بھی ... یقین دلاتا ہوں کہ جب ان کا جائزہ لیا جاتا ہے تو سچ کے نام پر بڑے بڑے جھوٹ بولا جایا کرتے ہیں۔ بدخلق انسان بھی ...

اور چونکہ مجالس عاملہ کا انتخاب جماعت کرتی ہے اس لئے جماعت کو اپنے انتخاب کے وقت اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ جو شخص اپنی روزمرہ کی گفتگو میں باادب نہیں ہے اور زبان کا کرخت ہے اور چھوٹی چھوٹی بات پر بھڑک اٹھتا ہے۔ ایسے شخص کو اگر آپ مجلس عاملہ میں منتخب کر کے لائیں گے تو اس مجلس عاملہ کا تقدس باقی نہیں رہے گا۔ اور اس کے نتیجے میں صدر یا امیر یا دوسرے عہدیداروں کے لئے بھی شرمندگی کے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ساری جماعت کو بھی وہ فتنوں میں ملوث کر سکتا ہے۔ امرائے جماعت کو میری یہ نصیحت ہے کہ وہ جائزہ لیں۔ اگر ان کی عاملہ میں یا ان کے ماتحت جماعتوں کی عاملہ میں کوئی بدخلق لوگ داخل ہو گئے ہیں تو مجھے لکھیں تاکہ بیشتر اس سے کہ کوئی فتنہ پیدا ہو، وہ خود ابتلاء میں پڑیں یا دوسروں کو ابتلاء میں ڈالیں ان کو ان عہدوں سے سبکدوش کر دیا جائے۔ اگر مجالس عاملہ بااخلاق، باادب باتمیز افراد جماعت پر مشتمل ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسی مجالس کو فتنوں کا ڈر نہیں ہوا کرتا۔

اب میں ایک اور مضمون کو مختصراً بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے صد سالہ جوبلی کے تشکر کے طور پر ایک تحریک کی تھی جس کا ابتدائی نام۔ صد سالہ جوبلی فنڈ برائے افریقہ وانڈیا۔ رکھا گیا تھا۔ یہ تحریک جولائی ۱۹۸۹ء میں ہوئی تھی۔ اس پر بعض ممالک کی طرف سے مجھے توجہ دلائی گئی کہ آپ صرف افریقہ وانڈیا کیوں رکھتے ہیں۔ ضرورتمند اور پسماندہ لوگ جہاں بھی دنیا میں ہیں ان کے لئے اس تحریک کو عام کر دینا چاہیئے۔ اس لئے اس کا نام تبدیل کر دیا جائے۔ وہ غالباً میرے مقصد کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے۔ یہ غرباء اور ضرورتمندوں کی امداد کے لئے نہیں تھی بلکہ ایسے علاقوں میں خصوصی توجہ کرنے کی خاطر تھی جہاں خدا کے فضل سے احمدیت کے نفوذ کے بہت روشن امکانات پیدا ہو رہے تھے اور ظاہر ہو رہا تھا کہ تھوڑی سی توجہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توقع سے بہت بڑھ کر نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس پہلو سے یہ تحریک اگر ہندوستان اور افریقہ کے لئے کی گئی تھی تو حکمت اس کے پیش نظر یہی تھی جو میں نے بیان کی ہے۔ لیکن بعض لوگوں کے اصرار کے نتیجہ میں اس کا نام پھر تبدیل کر دیا گیا۔ اب مجھے یاد نہیں کہ نیا نام کیا تجویز ہوا تھا لیکن اب اس تحریک کے اندر انشاء اللہ اسی حکمت کے پیش نظر U.S.S.R کے علاقے بھی شامل ہو جائیں گے کیونکہ وہاں بھی بہت تھوڑی توجہ کے نتیجہ میں بہت زیادہ پھل لگ رہے ہیں اور اس کثرت کے ساتھ U.S.S.R کے احباب جماعت کے پیغام سے متاثر ہوتے اور لبیک کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں وقت ہے کہ بڑے زور کے ساتھ اور بڑی تیزی کے ساتھ U.S.S.R کے باشندوں کو بھی احمدیت کا پیغام کثرت سے دیا جائے تو اس لحاظ سے نام کی تبدیلی ایک رنگ میں تو بہتر ہے کہ جو ایسے اور علاقے بھی پیدا ہونے رہیں گے وہ بھی ساتھ شامل ہوتے جائیں گے۔

چندے کی جو میں نے تحریک کی تھی وہ اس وقت کے سٹرلنگ کی قیمت کے لحاظ سے ۵ کروڑ پاکستانی روپے یعنی تقریباً ایک ملین پاؤنڈ کی تحریک کی تھی لیکن جہاں تک جماعت کے لبیک کہنے کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۵ لاکھ یعنی

¼ ملین تک کے وعدے سے موصول ہوتے ہیں اور وعدوں کے علاوہ بعض اتنی رقمیں بھی موصول ہوئیں جو وعدوں میں شامل نہیں ہیں۔ مثلاً بعض احباب جو براہ راست مجھے رقم پیش کر دیتے ہیں یہ کہہ کر کہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ کریں ان کی پیشکردہ اکثر رقمیں ہیں۔ اس فنڈ میں ڈال دیں اور وصولی کی جو رپورٹ ہے اس کے لحاظ سے غالباً ۲۴ ہزار پاؤنڈ ایسے تھا کہ عرصہ میں بغیر کسی وعدہ کے زائد پیش کئے گئے اور ان میں سے بعض پر میں نے بات کھول دی اور بعض پر شاید نہ بھی کھولی کہ آپ کا اپنا جو وعدہ ہے وہ الگ ہے چونکہ آپ نے مجھ پر چھوڑ دیا ہے کہ جہاں چاہوں خرچ کروں اس لئے میں سمجھتا ہوں اس مد میں زیادہ ضرورت ہے اس لئے اس کو میں اس میں داخل کر رہا ہوں لیکن یہ آپ کے پہلے وعدہ کے علاوہ ہوگا۔ بہرحال اگر اس کو وعدوں میں شامل کر لیا جائے تو وعدوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو جائے گا

بہت سی جماعتیں ہیں جو وعدے بھیجتی ہی نہیں ہیں اور صرف چندے بھجوانے شروع کر دیتی ہیں اس لئے وعدوں سے پوری صحیح تصویر سامنے نہیں آسکتی۔ قانون ہے ایک قسم کا کہ ہمیشہ جماعت وعدوں سے زیادہ رقم پیش کیا کرتی ہے اور وعدے پوری طرح منضبط نہیں ہوا کرتے۔ اس تمہید کے بعد اب میں وصولی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

اس تحریک کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے کوتاہی ہوئی اور بار بار جماعتوں کو یاد دہانی نہیں کروائی گئی اور وصولی متوقع رفتار سے بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ اس وقت تک ۳ لاکھ ۴۴ ہزار ۵۶۰ پاؤنڈ کی وصولی ہوئی ہے اور جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے اس مد سے ۵ لاکھ سے زائد کے اخراجات ہو چکے ہیں بلکہ اگر افریقہ میں جو خصوصی پریس لگوائے گئے ہیں ان کو شامل کر لیا جائے تو تقریباً ۷ لاکھ کے قریب اس میں خرچ ہو چکا ہے لیکن وصولی ابھی تک صرف ۳ لاکھ ۴۴ ہزار پاؤنڈ ہے۔ اسکی بڑی وجہ

یاددہانی کے نظام کی کمزوری ہے۔

کیونکہ جن جن جماعتوں میں بھی مستعدی کے ساتھ یاد دہانی کرائی جائے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیشہ جماعت اپنے وعدے پورے کرتی ہے بلکہ بسا اوقات وعدوں سے زیادہ ادا کرتی ہے تو تمام دنیا کی جماعتوں کو میں اس خطبہ کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں متعلقہ سیکریٹری کو بیدار کریں۔ اس کے ساتھ ایک ٹیم تیار کریں جو ساری جماعتوں کا جائزہ لے کر سلیقہ کے ساتھ ان کو یاد دہانی بھی کروائے اور یہ بھی دیکھے کہ جتنے وعدے کئے گئے تھے عملاً اتنے ہی موصول ہوئے ہیں یا زائد ہو چکے ہیں اور ان زائد وعدوں کی اطلاع بھی مرکز کو کرے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ بعض دفعہ جماعتیں بالمقطع وعدہ کر دیتی ہیں اور ہم وعدہ میں وہی شمار کرتے ہیں مثلاً انگلستان نے ۵۰ ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کیا ہے تو یہی ۵۰ ہزار وعدوں میں شمار کیا جائیگا لیکن واقعتہً انگلستان کی جماعت بعض دفعہ اس سے زیادہ چندے اپنی جماعت کو سمجھا چکی ہوتی ہے۔ یا بغیر وعدوں کے زیادہ رقمیں دے دیتی ہے تو اگر اس کا علم مرکز کو نہ ہو تو بہت سی حسابی غلطیاں ہو سکتی ہیں اور بہت سی کوششوں میں کوتاہی ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر انگلستان میں عملاً ۷۰ ہزار پاؤنڈ کا وعدہ ہو تو جب رقم ۵۰ ہزار تک پہنچے گی تو مرکز سمجھے گا کہ وعدہ وصول ہو چکا ہے، اب مزید یاد دہانیوں کی ضرورت نہیں ہے اور مرکز بھی ڈھیلا پڑ جائیگا اور چونکہ ملک کو یاد دہانی نہیں ہوگی وہ بھی اسی لحاظ سے ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ اس لئے اصل واقعاتی اعداد و شمار کا ہم تک پہنچنا ضروری ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ایک مہم کے ذریعہ پہلے تو اعداد و شمار درست کئے جائیں گے اور پھر توجہ دلائی جائے گی۔

توجہ دلانے میں ہمیشہ نرمی رکھنی چاہیئے۔ بعض لوگ کئی قسم کے مالی بوجھ تلے دبے ہوتے ہیں اگر ان کو توجہ دلانے میں ضرورت سے زیادہ احساس دلایا جائے تو بعض دفعہ ان کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے توجہ دلانے میں نرمی رکھیں اور دعا کریں مگر توجہ ضرور دلائیں اور نرمی کے پہلو اس طرح کہ آپکی طرف سے وعدہ تھا۔ ابھی تک ۲/۳ ملنا چاہیئے تھا مگر ابھی نہیں ملا مثلاً۔ تو ہم آپ کو توجہ دلاتے ہیں اگر آپ سہولت کے ساتھ جلدی یہ رقم ادا کر سکیں تو جلدی ورنہ آئندہ وقت کے اندر آسان قسطوں میں اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اس رنگ میں اگر تحریک کی جائے تو کسی پر بوجھ نہیں پڑتا لیکن میرا یہ تجربہ ہے کہ اگر نرمی اور پیار سے تحریک کی جائے اور دعا کی جائے تو شدت کی جو سختی تحریکیں ہیں ان سے بہت زیادہ بابرکت ہوتی ہے۔ بعض لوگ لکھنے میں تیز ہوتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ اس طرح کی تحریریں لکھ دیتے ہیں کہ گویا ملزم کر رہے ہیں آپ کو پتہ نہیں کہ کتنا وقت گزر گیا ہے آپ نے وعدہ کیا تھا خدا کے سامنے جوابدہ ہیں۔ یوں کریں اور وُوں کریں ایسے ایسے سیکریٹری مال بھی میں نے دیکھے ہیں لیکن ان کے لکھنے میں برکت نہیں ہوتی لیکن ایک شخص جو انسانی قدروں کا ادب کرتے ہوئے انسانی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مخلص کے جذبات کو ٹھوکر لگائے بغیر نرمی اور پیار سے یاد دہانی کراتا ہے۔ اور ساتھ دعا بھی کرتا ہے تو اس کے لکھنے میں بہت برکت پڑتی ہے اس لئے اس عمومی ہدایت کے تابع اس یاد دہانی کے نظام کو تیز کریں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کے نیک نتائج ظاہر ہوں گے۔

اب میں آخر پر ملک وار جماعتوں کا نقشہ پیش کرتا ہوں لیکن سب جماعتوں کے کوائف پڑھنے کا تو وقت نہیں ہوگا بعض کے پڑھنے ضروری ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض ممالک ایسے ہیں جنہیں یہ پسند نہیں کہ وہ پیچھے رہ جائیں اور بعض تحریکات پر جب زیادہ زور نہ دیا جائے تو بعض دفعہ وہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان کو علم نہیں ہوتا۔ اس لئے جب وہ فہرست میں اپنا نام سنیں گے کہ کس نمبر پر آیا ہے تو از خود ان میں ایک عام تحریک پیدا ہوگی۔ ایک اچھے کام کے لئے رقابت پیدا ہوگی اور اس کے نتیجہ میں امید ہے کہ ان کے وعدوں میں مزید برکت پڑے گی۔ مثلاً اگر کینیڈا امریکہ سے آگے وعدے کر چکا ہو جبکہ مالی استطاعت کے لحاظ سے امریکہ کو خدا نے زیادہ استطاعت دی ہو اور امریکہ کے احمدیوں کو علم ہی نہ ہو کہ کس جگہ کھڑے ہیں تو

ایسی فہرستیں جب ترتیب سے پڑھی جاتی ہیں

تو اس سے بہت سے مخلصین کے دل میں خود ہی خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی جماعت کے لئے غیرت دکھاتے ہیں اور اس لحاظ سے بھی بڑھ بڑھ کر چندے دیتے ہیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان دنیا کے سب ممالک میں اول ہے اور سٹرلنگ کے لحاظ سے ۶ لاکھ ۹۴ ہزار ۸۵۲ پاؤنڈ کے وعدے ہیں۔ کینیڈا کے وعدے ۲ لاکھ ۶۸ ہزار ۸۱۶ سٹرلنگ پاؤنڈ کے ہیں۔ امریکہ کے ایک لاکھ ۳۴ ہزار ۹۰۹۔ جرمنی کے ۵۱ ہزار ۴۹۶ انڈونیشیا کے ۵۰ ہزار۔ ماریشس ۴۴ ہزار۔

میرے ذریعہ جو رقم وکالت مال کو مل چکی ہیں وہ ۳۴ ہزار ۵۲۹ پاؤنڈ کی ہیں۔ ناروے کا وعدہ ہے ۲۲ ہزار ۷۵۰۔ جاپان ۲۱ ہزار ۱۶۸۔ سوئٹزرلینڈ ۲۱ ہزار ۲۴ ۱۳۔ انڈونیشیا ۱۶ ہزار ۹۱۱۔ سویڈن ۵۰۰ ,۱۵ پاؤنڈ۔ ہندوستان ۱۰ ہزار ۷۵۲۔ ڈنمارک ۸ ہزار ۸۲۴۔ فرانس ۶ ہزار ۴۳۳۔ آسٹریلیا ۵ ہزار ۹۰۵۔ ہالینڈ ۵ ہزار ۵۶۴۔ سنگاپور ۲۰۰، ۲۔ سپین ایک ہزار ۷۷۴۔ بیلجیم ایک ہزار ۱۰۲۔ اور باقی متفرق ممالک ہیں۔ ان میں غانا خاص طور پر اس لئے قابل ذکر ہے کہ غانا کے اقتصادی حالات بہت ہی زیادہ خراب ہیں۔ اسکے باوجود افریقہ میں غانا سب سے آگے نکل گیا ہے اور ۱۲ ہزار ۲۹۰ پاؤنڈ کا غانا کا وعدہ ہے اس کے برعکس نائیجیریا جسکو اللہ تعالیٰ نے غانا کے مقابل پر بہت زیادہ دولت عطا فرمائی ہے اور انفرادی طور پر بھی خدا کے فضل سے بہت اچھے کھاتے پیتے احمدی موجود ہیں ان کا وعدہ صرف ایک ہزار ۲۷۰ کا ہے۔ تو اس سے میں یہ اندازہ تو نہیں لگا سکتا۔ یہ جائز نہیں ہوگا کہ یہ کہا جائے کہ نائیجیریا کے احمدی اخلاص میں بہت پیچھے ہیں کیونکہ میرا ذاتی علم ہے کہ خدا کے فضل سے یہ بہت ہی مخلص جماعت ہے اگرچہ سخاوت کے لحاظ سے غانین مزاج باقی افریقہ کے مقابل پر بہت اونچا ہے۔ غانین لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کرنے کا خدا تعالیٰ نے ایک ایسا ملکہ ودیعت فرمایا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فطری رجحان عطا فرمایا ہے کہ جسکی وجہ سے غانین اس پہلو سے باقی افریقنوں کے مقابل پر خود بھی بڑے اچھے ہیں نمایاں طور پر بڑھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس کو پیش نظر رکھ کر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ضرور اس میں کوئی غلطی ہے۔ ہمارا کا اخلاص اپنی جگہ مگر نائیجیریا اتنا پیچھے رہ نہیں سکتا۔ فالتو ہے۔ نظام جماعت کی کوئی کمزوری ہے۔ وہاں جس شخص کے بھی سپرد یہ کام ہے امیر کو چاہیئے کہ خود بھی متوجہ ہوں اور ان کو بھی متوجہ کریں اور از سر نو نائیجیریا میں اس چندے کی تحریک ہونی چاہیئے۔ اور بھی اس قسم کے بعض غیر متوازن وعدے ہیں جو ملکی حالات اور اقتصادی حالات کے پیش نظر تعجب انگیز ہیں۔ میں ان کی تفصیل میں نہیں جاتا لیکن بہت سے ایسے غریب ممالک ہیں جنہوں نے خدا کے فضل سے اپنی توفیق سے بہت بڑھ کر وعدے کئے ہیں۔ تو فیق تو خدا بڑھا ہی دیا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ظاہری حالات میں جو اقتصادی بحران سے ممالک گزر رہے ہیں اس کے باوجود خدا کے فضل سے

مالی قربانی میں پیچھے نہیں ہیں اور بعض ممالک تو بہت چھوٹے ہونے کے باوجود اپنے چندوں میں بہت آگے گئے ہیں۔ ان سب کے نام یہ فہرستیں بھجوادی جائیں گی تاکہ وہ خود موازنہ بھی کرسکیں۔ صرف ان کے کوائف نہیں دیئے جائیں گے بلکہ ساری دنیا کے کوائف کا جو خلاصہ ہے وہ ساری دُنیا کی جماعتوں کو بھجوادیا جائے گا تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے پیش نظر وعدے بھی بڑھیں گے اور چندوں کی ادائیگی میں بھی بہتری ہوگی۔

ادائیگی کے لحاظ سے اب دیکھتے ہیں کہ کونسا ملک آگے ہے اور اس میں ایک حیرت انگیز چیز یہ دکھائی دیتی ہے (حیرت انگیز تو نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پاکستان کو جو فضیلت عطا کردی ہے اُسے وہ قائم رکھے ہوئے ہے) کہ پاکستان کی ادائیگی باقی ممالک کے مقابل پر بہت بہتر ہے۔ ۸۵ ہزار ۲۱۸ پاؤنڈ کے لگ بھگ پاکستان کی ادائیگی ہوچکی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس خطبہ کے بعد انشاء اللہ اس میں نمایاں اضافہ ہوگا۔

جو حیرت کی بات تھی وہ یہ تھی کہ کینیڈا کا وعدہ امریکہ سے بہت زیادہ اور ادائیگی بہت پیچھے یعنی امریکہ کا وعدہ تو ہے ایک لاکھ ۴۲ ہزار کا لیکن ادائیگی ۵۵ ہزار ہوچکی ہے۔ نسبت کے لحاظ سے ابھی کم ہے لیکن اچھی معقول ادائیگی ہے اور کینیڈا کا ۲ لاکھ ۶۸ ہزار ۸۱۷ کا وعدہ تھا لیکن ادائیگی صرف ۹ ہزار ۶۲۸ ہے۔ کینیڈا کے لئے ایک عذر موجود ہے جو بکثرت استعمال ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنا مشن بنا رہے ہیں اس لئے ان کے چندوں کی طرف توجہ ہے مشن کی طرف توجہ ہے لیکن جنہوں نے مشن کا چندہ لکھوایا اور اس کے علاوہ دوسرے چندے لکھوائے انہوں نے اپنا حال دیکھ کر ہی چندہ لکھوایا ہوگا۔ اس لئے یہ عذر جو بار بار پیش کیا جاتا ہے اس میں حقیقت کوئی نہیں ہے سستی پر پردہ ڈالنے کا ایک بہانہ ہے۔ جو جو سیکرٹری جس کام کا ذمہ دار ہے اُسے اپنے کام کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر وہ

صحیح طریق پر مسلسل محنت سے یاددہانیاں کرائے

اور اپنے شعبے کا حق ادا کرے تو کبھی بھی ملک پیچھے نہیں رہ سکتے۔ اس لئے کینیڈا میں لازماً کہیں کوئی سستی ہے۔ کوئی غفلت ہے۔ اس کی طرف توجہ کریں۔ امریکہ میں خدا کے فضل سے مالی لحاظ سے اب بہت بہتر مستحکم رنگ میں کام چل پڑا ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مزید اور فوائد ظاہر ہوں گے۔

جرمنی بھی وعدوں کے لحاظ سے تو ٹھیک ہے لیکن اب تک وقت گزرنے کے لحاظ سے جتنی وصولی ہونی چاہیئے تھی ابھی نہیں ہوسکی۔ ۵۱ ہزار کا وعدہ تھا اور ۱۹ ہزار ۶۹۲ وصولی ہے۔ یو۔کے وصولی کے لحاظ سے میرا خیال ہے کہ سب سے آگے بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ یو۔کے کا ۵۰ ہزار کا وعدہ تھا اس میں سے ۳۹ ہزار پاؤنڈ ادا ہوچکے ہیں یعنی دو تہائی سے زائد ادا کرچکے ہیں جبکہ ابھی پورا دو تہائی وقت نہیں گزرا جس کا مطلب ہے کہ پاکستان سمیت دنیا کے ہر دوسرے ملک سے اس وقت خدا کے فضل سے یو۔کے کی جماعت آگے ہے۔ اور جو ۳۲ ہزار میرے ذریعے ملا ہے اس میں بھی یو کے کے بہت سے دوست شامل ہیں چونکہ وہ اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے اس لئے ان کو عمومی کھاتے میں ڈالا گیا ہے یو۔کے کی جماعت میں نہیں ڈالا گیا مگر یو۔کے کا اس کے ساتھ تعلق ضرور ہے۔

جاپان بھی اللہ کے فضل سے وعدوں کے لحاظ سے تقریباً ٹھیک ہے لیکن ابھی تناسب کے لحاظ سے پیچھے ہے باقی ممالک میں تو کوئی قابل ذکر ایسی نسبت نہیں ہے جس کے متعلق یہاں کچھ بیان کیا جائے بالعموم شکل یہ بنتی ہے کہ تین میں سے دو سال گزرے ہیں اور تین میں سے ایک وعدہ وصول ہوا ہے یعنی ایک تہائی وصول ہوا ہے جبکہ دو تہائی وصول ہونا چاہیئے تھا۔ مجھے اب یاد نہیں رہا ہو سکتا ہے میں نے مدت بڑھا کر ۵ سال تک کردی ہو کیونکہ مجھے یاد ہے کہ کراچی کے امیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ اگر میں ۵ سال کی مدت کردوں تو امید ہے انشاء اللہ چندہ زیادہ بھی ملیں گے اور جماعتوں کو سہولتیں بھی ملیں گی تو اگر ۵ سال کی مدت کردی گئی تھی تو اس میں ایک اشکال یہ پیدا ہوجائے گا کہ جن جماعتوں نے تین سال کی نسبت سے وعدے لکھوائے تھے ان کی ادائیگی ہم تین سال کے حساب سے شمار کریں گے یعنی ہونی چاہیئے تھی اگر پانچ سال ہے تو پانچ سال کی نسبت سے وعدہ بھی تو بڑھنا چاہیئے تھا اس لئے چونکہ یہاں وعدہ تین سال کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا تھا۔ اس لئے جب ان کی یاددہانی کرائی جائے گی تو تین والی نسبت کو پیش نظر رکھ کر یاد کرایا جائے گا کہ آپ نے تین سال کے پیش نظر وعدہ کیا تھا۔ دو سال گزر چکے ہیں دو تہائی آپ کی

وصولی ہوجانی چاہیئے تھی مگر بہرحال جنہوں نے ۵ سال کی نیت سے وعدہ لکھوایا ہے ان کے لحاظ سے ہوسکتا ہے ان کی رفتار قابل تسلی ہو۔

اب یہ کوائف آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ عمومی نصیحتیں کرچکا ہوں۔ خدا کے حضور جماعت کی معرفت جو روپیہ پیش کیا جاتا ہے اس پر ہمیشہ نگران رہیں یہ روپیہ ظاہری طور پر تو خدا کو نہیں پہنچتا کیونکہ خدا ہی ہے جو تمام کائنات کا مالک ہے اُسے اس روپے کی ظاہری احتیاج نہیں ہے۔ ہاں اس کے بتائے ہوئے نیک کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس روپے کو قرض قرار دیا ہے اور یہ اس کا احسان ہے میں کئی دفعہ سوچتا ہوں کہ اسے قرض کیوں قرار دیا گیا؟ اس لئے کہ واقعۃً آپ خدا کو تو روپیہ دے ہی نہیں سکتے اسی کا ادا کیا ہوا مال اسی کی سب کچھ عطا ہے اس کو ہم واپس کیسے کرسکتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو دو عنوانات کے تحت بیان فرمایا ہے۔ ایک تحفہ۔ تحفہ کے متعلق تو یہ مسلّم بات ہے کہ تحفہ میں یہ بحث نہیں اٹھا کرتی کہ کس نے کس کو دیا تھا اور اُس نے کتنا اُس کو دیا کیونکہ ماں باپ جو اپنے بچوں کو سب کچھ دیتے ہیں انہیں کی آمد پر اُن کے سب گذارے ہیں۔ سب اخراجات چل رہے ہوتے ہیں۔ بچے بعض دفعہ اپنی آمد میں سے ان کو تحفہ دے دیتے ہیں اور ماں باپ بڑے پیار سے قبول کرتے ہیں تو تحفے کا مضمون تو کسی منطقی بحث کا محتاج نہیں ہے۔ یہ تو بالکل الگ مضمون ہے اور اکثر چندے جو ہیں وہ پیش کرتے وقت تحفے کے مضمون کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اور یہ سب سے بالا مضمون ہے لیکن تحفہ کے مضمون پر جب میں نے قرآن کریم کی رو سے غور کیا تو کہیں مجھے یہ دکھائی نہیں دیا کہ خدا کہتا ہے کہ مجھے تحفہ پیش کرو۔ بلکہ نماز میں التحیات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ التحیات للہ: تحفے اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سب پاکیزہ تحفے اچھے تحفے اللہ کے لئے ہیں۔ لیکن قرآن کریم میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ تحفے پیش کرو بلکہ "قرض پیش کرو" کا مضمون ملتا ہے۔ حالانکہ تحفے کا مضمون قرآن کریم میں کئی آیات سے مستنبط ہوتا ہے تو اس پر یہ دلچسپ چیز مجھ پر روشن ہوئی کہ

تحفے مانگ کر نہیں لئے جاتے

اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری تربیت میں اس بات پر بہت زور دیا کرتے تھے کہ اگر تم نے کسی کو کوئی چیز لکھ کر یا کہہ کر منگوائی ہو اور وہ بعد میں یہ کہہ دے کہ جی! میں نے پیسے نہیں لینے یہ تحفہ ہے تو ہرگز قبول نہیں کرنی یا وہ چیز واپس کردو یا رقم ادا کردو۔ اور میں نے اس نسخہ کو اخلاق کی حفاظت کے لئے بہت ہی مفید پایا ہے۔ ایک بہت عظیم الشان نسخہ ہے اب جب میں نے قرآن کریم کے اس مضمون پر غور کیا تو مجھے حضرت مصلح موعود کی یہ نصیحت بھی یاد آگئی اور یہ بات مجھ پر اور کھل گئی کہ تحفے مانگ کر نہیں لئے جاتے۔ تحفہ دینے والے کے دل میں اپنی محبت کے نتیجہ میں تحریک پیدا ہوتی ہے وہ از خود پیش کرتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے چونکہ مذہبی جماعتوں کو قربانی کے گر سکھانے تھے۔ اور اقتصادی ترقی کے راز سمجھانے تھے، یہ دونوں باتیں اکٹھی ہیں اس لئے قرآن کریم نے جب مانگا ہے تو قرض مانگا ہے اور قرضہ حسنہ مانگا ہے۔ قرضہ حسنہ وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں ہوتی۔ سودی یا کسی قسم کی کہ بڑھا کر دو۔ لیکن جو قرضہ حسنہ قبول کرتا ہے اس کا اپنا حسن طبیعت ہے کہ واپسی پر جتنا چاہے بڑھا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چندوں کے موضوع پر جو گفتگو فرمائی ہے وہ عظیم الشان ہے۔ بہت ہی حیرت انگیز مضمون ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ زکوٰۃ کے متعلق بھی یہی بیان فرماتا ہے کہ جو تم دو گے وہ تمہارے روپے کو کم نہیں کرے گی بلکہ بڑھاتی رہے گی۔ فرمایا سود تمہارے پیسوں کو کم کرتا ہے۔ زکوٰۃ تمہارے پیسوں کو کم نہیں کرتی اور خدا ضامن ہے کہ جو خدا کی خاطر زکوٰۃ ادا کرتا ہے اللہ اُسے بڑھا دے اور زکوٰۃ کے نام میں یہ مضمون شامل ہے۔ زکوٰۃ کا مطلب ہے نشوونما پانے والی چیز بڑھنے والی چیز۔ برکت پانے والی چیز۔ تو فرمایا کہ جو روپیہ تم خدا کی خاطر زکوٰۃ میں ادا کرتے ہو وہ کم نہیں ہوتا بلکہ تمہیں علم نہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے۔ اور اس کو بڑھا دیتا ہے اور قرض کے متعلق ہر جگہ یہ وعدہ فرمایا کہ تم مجھے قرضہ دو اور میں بڑھا کر واپس کروں گا۔ اس سے کسی رنگ میں بھی خدا تعالیٰ کے اوپر احسان کا تو کبھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر چندہ ادائیگی کرتے وقت قرض کے مضمون کے اندر جو پیغامات ہمیں ملتے ہیں ان کو ہمیں ضرور پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

پہلی بات یہ کہ خدا جب قرض مانگتا ہے تو ایک انسان کو اپنے نفس میں ڈوب کر ضرور سوچنا چاہیئے کہ کس چیز سے قرض مانگتا ہے۔ وہ سب کچھ جو اس نے مجھے دیا ہے

اور اس پر جو مجھ سے قرض مانگتا ہے تو میں قرض سے سود پر نہ دوں بلکہ محبت اور عشق کے اظہار کے طور پر دوں یہ منع نہیں ہے۔ اس لئے قرض کے سودوں کو اگر آپ محبت اور عشق کے اظہار کے سودوں میں تبدیل کر دیں تو اس سے بہتر کوئی اور طریق چندہ ادا کرنے کا نہیں۔ اس نیت کیساتھ ادا کریں کہ اے خدا سب کچھ تو نے دیا ہے تیرے حضور تیرے رزق میں سے تیرے عطا کردہ حصہ میں سے کچھ پیش کرنے کی سعادت پاتا ہوں۔ قبول فرمائے یہ عزت ہے قرض نہیں ہے تحفہ ہے لیکن اس کے باوجود اگر ایک شخص اس اعلیٰ محبت کے مقام پر فائز نہیں اور جب دیتا ہے تو تکلیف اور قربانی کے ساتھ خدا کے اذن کے احترام میں دیتا ہے تو وہ قرض ہوگا لیکن اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ قرض اُسے واپس ملے گا اور بہت زیادہ واپس ملے گا۔ اس وعدے کے نتیجہ میں جو نیتوں پر بعض اثرات پڑ سکتے ہیں ان کے متعلق میں چند الفاظ میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ بعض لوگ جن کو خدا تعالیٰ ان کی مالی قربانیوں کے نتیجہ میں بار بار عطا کرتا ہے اس بات کے عادی ہو جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ادھر دیا اُدھر نہیں واپس ضرور مل جائے اس کے نتیجہ میں ان کے چندوں کے جیسے اعلیٰ اثرات پیدا ہونے چاہئیں ان کی ذات پر وہ اعلیٰ اثرات مترتب نہیں ہوتے، وہ ظاہر نہیں ہوتے۔ بعض دوست مجھے اپنے تجربے لکھتے ہیں۔ بڑے ایمان افروز ہیں۔ ان میں کوئی شک نہیں لیکن اگر اسے کوئی انسان مستقل عادت بنا لیں اور یہ سمجھے کہ ادھر میں نے خدا کے حضور پیش کیا اُدھر واپس آ جائیگا تو یہ بھی ناپسندیدہ بات ہے۔ قرض کے دو پہلو ہیں۔ ایک دینے والے کا ایک لینے والے کا۔ وہ قرض جو سود سے پاک ہے اُسے قرضہ حسنہ کہا جاتا ہے قرضہ حسنہ میں یہ ایک عجیب دلچسپ بات ہے کہ دینے والا ہرگز زیادہ لینے کی نیت سے نہیں دیتا۔ لینے والا ہمیشہ زیادہ دینے کی نیت سے لیتا ہے۔ اس لئے اپنی نیتوں کو زیادہ کے خیال سے پاک رکھ کر اگر دینے کی کوشش کریں تو

یہ چندے کی بہت بہتر قسم ہے

اس سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ رضا حاصل ہوگی۔ جہاں تک زیادہ ملنے کا تعلق ہے وہ تو خدا نے دینا ہی دینا ہے اور اس کے دینے کے ہزاروں رستے ہیں کہ انسان کو سمجھ نہیں آتی اور ضرور ایسے لوگوں کے اموال میں برکت پڑتی ہے اور ان کی اولادوں کے اموال میں برکت پڑتی ہے ان کی خوشیوں میں برکت پڑتی ہے۔ ابتلاؤں سے بچائے جاتے ہیں مصیبتوں کے وقت ان کے سہارے کے لئے خدا تعالیٰ کی نصرت اترا کرتی ہے۔ یہ ساری برکتیں ہیں جو چندوں کے نظام کے ساتھ وابستہ ہیں لیکن چونکہ بہت باریک مضامین ہیں اس لئے جہاں تک مجھے توفیق ہے میں باریکی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں خدا ضرور زیادہ دیتا ہے لیکن قرضہ حسنہ کی ایک تعریف یہ ہے کہ جہاں تک دینے والے کا تعلق ہے وہ ہرگز زیادہ لینے کی نیت سے نہ دے اور اپنی نیت کو بالکل صاف کر کے دے۔ اسی پہلو پر قرآن کریم کی ایک اور آیت روشنی ڈالتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ کہ کسی کو اس نیت سے نہ دیا کرو کہ تمہیں زیادہ ملے اگرچہ اس کا انسانی لین دین سے تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ پر تو احسان ہو ہی نہیں سکتا۔ تَمْنُنْ کے معنوں کا اطلاق خدا پر نہیں ہو سکتا لیکن مؤمن کے اخلاق کو صیقل کرنے کے لئے اس کے اخلاق کو نہایت اعلیٰ درجے کی لطافتوں تک پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے جو یہ نصیحت فرمائی ہے اس کے نتیجے میں خدا سے لین دین کے معاملات میں بھی اپنے اندر ویسا ہی اخلاق پیدا کریں جیسا خدا بندوں کے معاملات میں پیدا کرنا چاہتا ہے اور دیتے وقت یہ نیت کیا کریں کہ اے خدا ہم زیادہ لینے کی نیت سے نہیں دے رہے بلکہ حق یہ ہے کہ سب کچھ تیری عطا ہے۔ اگر تحفے کے طور پر قبول ہو تو اس سے بہتر کوئی چیز نہیں لیکن تُو نے قرض فرمایا ہے تو تجھ سے بہتر محفوظ ہاتھ قرض دینے کیلئے اور کوئی نہیں، ہے ہماری نیت تیری رضا کا حصول ہے اور اس نیت کیساتھ اگر انسان چندے دے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اخلاص اسکے ایمان، اسکے اعلیٰ روحانی مدارج کی یہ باتیں ضامن بن جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی پاک نیتوں کیساتھ جو مال دیئے جاتے ہیں انمیں برکت بھی بہت پڑتی ہے ظاہری طور پر اسکی کوئی دلیل نہیں لیکن میں آپکو یقین دلاتا ہوں، اور میری زندگی کا تجربہ ہے کہ پاک نیت سے جو مال دیا جائے ان کے خرچ میں بہت برکت ہوتی ہے جو بہت اعلیٰ نیتوں سے نہ دیئے جائیں یا گندی نیتیں مل جائیں تو انکے خرچوں میں برکت نہیں رہتی اور بے وجہ ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے اپنی نیتوں کی بہت حفاظت کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کتنی برکتیں نازل فرماتا ہے خدا کرے کہ جماعت احمدیہ کا مالی نظام اسی طرح پاک، شفاف، بہت ہی اعلیٰ اخلاقی لطافتوں کیساتھ وابستہ رہے اور ہمیشہ اسی طرح صحیح و سلامت تا قیامت جاری رہے

قابلِ تقلید اسوۂ صدیقی رضی اللہ عنہ

از قلم۔ محمد نسیم خان نائب ایڈیٹر بدر

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی تم اتباع کروگے راہ راست پا جاؤ گے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قابل تقلید سبق اموز واقعہ جو حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس طرح بیان ہوا ہے۔

کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کپڑے کا کونہ پکڑے ہوئے، گھٹنے کھولے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً حالت دیکھ کر سمجھ گئے۔ اور صحابہ سے کہنے لگے کہ تمہارے ساتھی یعنی ابوبکر کسی سے لڑ کر آ رہے ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ! مجھ میں اور عمر بن خطاب میں کچھ تکرار ہوگئی تھی۔ میں نے جلدی سے انہیں کچھ سخت سُست تو کہہ دیا لیکن بعد میں میں شرمندہ و نادم ہوا۔ اور ان کے پاس جا کر ان سے معافی مانگی لیکن انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ اب میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ ان کو سمجھائیے۔ یہ سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر! اللہ تم کو معاف فرمائے (ایسے تین بار آپ نے فرمایا) اس کے بعد ایسا ہوا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرمندہ ہوئے اور معافی مانگنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر تشریف لائے گھر پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ پا کر سیدھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جب آنحضرت صلعم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ کے چہرے کا رنگ (غصہ سے) بدلنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈرے کہ کہیں آنحضور صلعم حضرت عمرؓ پر خفا نہ ہونے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ادب سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں زانوں بیٹھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ! خطا میری تھی خطا میری تھی (میں نے ہی حضرت عمرؓ کو سخت سُست کہا تھا)

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا لوگو! اللہ نے مجھ کو تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ لیکن تم نے مجھ کو جھوٹا کہا اور ابوبکر نے مجھ کو سچا کہا اور اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی پس تم میری خاطر میرے دوست کا ستانا چھوڑ دو۔ اس کے بعد ابوبکر کو کسی نے نہیں ستایا۔

اللہ کرے ہر مسلمان بھائی آپسی ناراضگیوں و ناچاقیوں کو دور کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نمونہ اختیار کریں۔

درخواستہائے دُعا

۱۔ میرے والد محترم مرزا منور احمد صاحب درویش ایم اے تین چار ہفتہ سے صاحب فراش ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے نیز اپنی والدہ محترمہ اور تمام بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے اور اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ چچا جان مرزا فضل الرحمن صاحب کینیڈا کی صحت کی خرابی کی اطلاع ملی ہے۔ اُنکے لئے اور اُن کے اہل و عیال کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ مبلغ بیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار راشدہ پروین بنت مرزا منور احمد صاحب درویش قادیان

۲۔ مکرم بی۔ احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پینگاڈی ایک عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(خاکسار زین الدین حامد قادیان)

۳۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ عرصہ آٹھ سال سے کمر کے درد سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ آپریشن بھی ہوا ہے لیکن کوئی افاقہ نہیں ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عاجلہ عطاء فرمائے

(خاکسار محمد شریف متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

منقولات

لوگ کچھ باتیں کریں میری تو باتیں اور ہیں

روزنامہ "آفاق" لاہور کے ایڈیٹر جناب شوکت حسین شوکت نے ۱۲ رمئی ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں احمدی مسلمانوں کے بارے میں "آف دی ریکارڈ" کے عنوان سے ایک جرأت مندانہ اور بے لاگ جائزہ پیش کیا ہے جو نہ صرف ان کے بلکہ ہر سعید الفطرت انسان کے ضمیر کی آواز ہے۔ قارئین بدر کی دلچسپی کے لئے ہم اُن کا نوٹ ذیل میں من وعن شائع کر رہے ہیں۔

(قائمقام ایڈیٹر)

آف دی ریکارڈ

"مرزائیوں یا قادیانیوں کے متعلق کالم لکھنے کا ایک طویل عرصے سے خیال تھا کیونکہ حکومت نے اس جوہر قابل طبقے کو اقلیت قرار دے کر ان کو خدا کی عبادت کرنے سے بھی روک دیا ہے۔ ان کی مسجدوں کو تالے لگوا دیئے اور ان کو خدا کا نام پکارنے اور صدا لگانے کی بھی ممانعت کر دی ہے۔ کیا کسی مسلمان کو دوسرے کو کافر کہنے یا قرار دینے کا حق ہے اور کیا ہمارے ملک کے ان علماء نے قائداعظم اور علامہ اقبال جیسی شخصیات کو کافر نہیں کہا تھا اور کیا قائداعظم مسلمان نہ تھے جنہوں نے سر ظفر اللہ خان جیسے کٹر قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا اور ظفر اللہ خان کے پایہ کا کوئی قابل ترین وزیر خارجہ پاکستان کو آج تک دوبارہ نصیب نہ ہو سکا۔ میں انہیں سوالات میں گھرا ہوا تھا کہ لاہور ہائیکورٹ میں ایڈووکیٹ جنرل مقبول الٰہی ملک کی طرف سے قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریب کی اجازت دینے یا نہ دینے کے متعلق دلائل اخبارات میں شائع میری نظروں سے گذرے۔ مقبول ملک کا نام آتے ہی مجھے اس موضوع پر لکھنے کا بہانہ مل گیا۔ آج کا کالم اس موضوع پر ہے اسے پڑھیئے اور اپنی آراء اور خیالات سے مجھے بھی ضرور آگاہ کریں کہ میں نے موضوع کی مناسبت سے جو لکھا ہے کہاں تک درست ہے یا غلط ہے۔ کالم کا آغاز مقبول الٰہی کے ان دلائل کے اقتباسات سے کر رہا ہوں جو اخبارات میں شائع پذیر ہوئے ہیں۔ تاہم آپ کی آراء اس موضوع پر میرے لئے انتہائی علم ہو گا۔" (شوکت)

(۱)

پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل جناب مقبول الٰہی ملک نے ایک مقدمہ میں عدالت عالیہ میں جو دلائل دیئے ہیں ان کی چند جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں۔

(۱)۔ کوئی قادیانی اپنے بچوں کو قادیانیت کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ یہ جرم ہے۔

(۲)۔ قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی قانونِ اسلام، شریعت، اخلاق اور ملکی تقاضوں کے پیشِ نظر عائد کی گئی ہے۔

(۳)۔ جب کوئی مرزائی قادیانی تحریروں کو دہراتا ہے تو وہ دفعہ ۲۹۸ سی کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے جس کی سزا موت ہے۔

اگرچہ یہ مسئلہ اس وقت عدالتِ عالیہ میں زیر سماعت ہے جس مسئلہ کو ریاست دانوں نے اپنے مفادات سے قانونی شکل دے دی ہے اور دولت و شہرت کے بھوکے علماء وقت نے قادیانیت کو مذہبی مسئلہ بنا دیا ہے ملکی عدالتی قانون کے مطابق شاید اس مسئلہ پر تبصرہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن بطور ایک پاکستانی شہری اور شریعت کا ادنیٰ سا طالب علم ہونے کے ناطے مجھے اپنے جذبات، حقائق کی روشنی میں پیش کرنے کا شرعی، اخلاقی اور قانونی حق حاصل ہے۔ مجھے اپنے موقف کی وضاحت کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی مگر ہمارے بعض عدالتی منصف انتہائی حساس خیالات کے حامل ہوتے ہیں اس لئے وہ میری اس وضاحت یا موقف کو اپنے مفادات اور انا کی توہین خیال کر سکتے ہیں اس لئے عدالت کی راہنمائی کی غرض سے ایڈووکیٹ جنرل کی شخصیت، علمیت اور خاندانی پس منظر کے ساتھ ساتھ قادیانی مسئلہ پر مختصراً روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں میرا موقف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کتابِ الٰہی میں کسی بندے کو کسی دوسرے بندے کے متعلق یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اسلام کے دائرے سے خارج کر سکیں اور نہ ہی کسی بندے کے متعلق کسی دوسرے بندے کو دل کی بات جاننے اور پھر غائب کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار ہے خود ہمیں کسی حدیث میں اور قرآن پاک کی بھی کسی آیت مقدسہ میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار اپنے سب سے عظیم بندے اور تمام کائنات کے انبیاء میں رحمۃ للعالمین کا لقب پانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے کیونکہ پورے قرآن مجید میں خدا نے اپنے فرشتوں میں سے سب سے اہم فرشتے حضرت جبرائیل کے ذریعہ یوں مخاطب کیا کہ "اے نبی کہہ دو ان کو جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جان سکتے یہ تمہاری بات نہیں مانیں گے" گو اس حوالہ سے جب خدا کے دین کے مطابق زندگی گزارنے اور عبادت کرنے کی جو سیدھی راہ ہے اس کو اختیار کرنے کے احکام ملتے ہیں تو وہاں ساتھ ہی یہ بھی قرآن کریم کا حکم ہے کہ جو خدا کے بتائے ہوئے راستے اور میرے پیغمبروں کی سنت اور قائم کردہ شریعت کی نفی کریں روزِ قیامت ان کے لئے زبردست عذاب کی بشارت دی جاتی ہے۔

(۲)

اس سے ثابت ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ کسی کی نیت کا فیصلہ کریں کیونکہ ہر ایک کی نیت اور اس کے اعمال کا تعلق خدا کی ذات سے ہے۔ خدا اپنی مخلوق کی ہر بات اور عمل سے واقف ہے اور پھر ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ خدا کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے اور اس نے اپنی حمد و ثناء کے پاک مخلوق فرشتے رکھے ہوئے ہیں۔ البتہ خدا اچھی باتوں کو پسند کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اچھی باتیں اچھے عمل کے بغیر بیکار ہیں۔

جہاں تک آئین پاکستان کا تعلق ہے اس میں انسانی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ لکھا ہوا ہے مگر کسی اقلیت پر اس کی تعلیم اور اس کی عبادت کرنے کے طریقے پر پابندی کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی قرآن کسی بھی شخص کو زبردستی خوف اور سزا کے ذریعہ اسلام قبول کرانے کی اجازت دیتا ہے پھر جو لوگ کسی فرقے کو محض اپنی انا اور اکثریت کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے اقلیت یا غیر اسلامی قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں تو اصل میں وہ ایسا طاقت کے بل بوتے پر کرتے ہیں اور وہ طاقت کیا ہوتی ہے اور وہ اپنے متعلق بہتر مسلمان ہونے کی کیا ضمانت دیتے ہیں اسی سلسلہ میں ایک ایسے شخص کا کردار بطور شہادت کے پیش کرتا ہوں جو کہ اپنے آپ کو ختم نبوت کا خود ساختہ لیڈر خیال کرتا ہے۔ اس کا نام مولانا منظور احمد چنیوٹی ہے۔ جب تک انسان کسی کو اپنی آنکھ سے دیکھ نہیں لیتا اور اس کے متعلق خود مشاہدہ نہیں کر لیتا اس وقت تک اس کا علم اس کے متعلق ناقص اور نامکمل ہوتا ہے۔

(۳)

منظور چنیوٹی کے بارے میں جو کچھ میں لکھ رہا ہوں یہ ریکارڈ پر بھی ہے اور حکومتِ پنجاب کا ہر شعبہ "مولوی" صاحب کے سیاسی اور اخلاقی کردار سے بخوبی واقف بھی ہے۔ مولانا انتہائی مفاد پرست، جھوٹا اور مذہبی بلیک میلر شخص ہے۔ آپ آج اس کے گھر میں جا کر دیکھ لیجئے کہ پجارو کے علاوہ چھ نئے ماڈل کی کاریں اور اس کا کروڑوں کا بینک بیلنس ہے۔ پجارو گاڑی پاکستان میں منشیات کے سمگلروں اور غنڈوں کا نشانِ امتیاز بن چکی ہے اور اس میں سفر کرنے والے کا ایک ہی تعارف ہو سکتا ہے کہ وہ یا تو منشیات کے سمگلر ہیں یا جعلسازی اور ملاوٹ کے ذریعہ راتوں رات امیر بن جانے والا کوئی ظالم سرمایہ دار ہے یا پھر کوئی ضمیر فروش رکنِ اسمبلی ہے۔ مولوی منظور چنیوٹی نے یہ سرمایہ کہاں سے حاصل کیا۔ کیا اس کا کوئی امپورٹ ایکسپورٹ کا کام تھا؟ نہیں بلکہ اس نے اسلام کے نام پر دونوں جانب سے دولت اکٹھی کی۔ منظور چنیوٹی کا کردار اس قدر گھناؤنا اور مکروہ ہے کہ اس مختصر سے تبصرے میں سب کچھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(۴)

دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان کے علاوہ کسی اسلامی حکومت اور اسلامی فلسفے نے مرزائیوں کو اقلیت قرار نہیں دیا۔ ایک لا مذہب سیاست دان نے صرف اور صرف اپنے مخالف کی نفرت کی تحریک کو دبانے کے لئے انتہائی بدنیتی کے ساتھ

فیصلہ کیا تھا۔ افسوس اس کا اقتدار پھر بھی باقی نہ بچ سکا۔ جو حکومت اپنے ہی بنائے ہوئے آئین پر اپنی بنیادیں استوار نہیں کر سکتی اور جو حکومت خود اللہ کے دین کی توہین کا ارتکاب کرے اور پھر اسے دلی جرم یا گناہ خیال نہ کرے اس حکومت کے پاس کسی بھی تنظیم کو کافر یا اقلیت قرار دینے کا کیا اختیار ہے۔ کیا سر ظفر اللہ خان بانئ پاکستان قائد اعظم کے معتمد ترین اور قابل ترین مصاحبوں میں سے نہیں تھے اور کیا سر ظفر اللہ خان کے جانے کے بعد ان کے پایہ کا کوئی وزیر خارجہ اس ملک کو نصیب ہوا؟ کیا ظفر اللہ خان ایک ماہر فلسفہ دان اور قرآن کی آیات کی تشریح کیلئے عام پبلک جلسوں میں نہیں کرتے تھے؟ اگر مرزائیت کو خلاف اسلام قرار دینا تھا تو قائد اعظم ایسا کرتے جن کو پاکستان کا بانی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس لئے میری غیر جانبدارانہ دلیل ہے کہ یہ معاملہ خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ اس کا فیصلہ کرنے کا اختیار رب تعالیٰ کے سوا کسی کو ہرگز نہیں ہے۔ اور ایک اچھے مسلمان کا معیار جو قرآن نے ارشاد فرمایا ہے وہ پیغمبر اسلام کے زبان مبارک سے نکلے ہوئے ارشادات عالیہ اور ان اپنے عملی نمونہ کی صورت میں دنیا کے سامنے ہے اور جہاں تک میری کم علمی کی رسائی ہے ایسا کوئی فتویٰ کسی کافر کے متعلق خود حضور پُرنور نے نہیں دیا کہ میں بشارت دیتا ہوں کہ یہ کافر ہے اور دوزخ میں جائے گا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ان سیاسی اور تجارتی علماء کے پاس ایسا کونسا معیار ہے کہ ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ اس کالم کی اشاعت کے بعد بعض مفاد پرست میرے متعلق کیا کیا بکواس کریں گے۔ مجھے بھی مرزائیوں کی زکوٰۃ کا الزام دیں گے۔

(۵)

کہا جاتا ہے کہ مرزائی یہ ہیں وہ ہیں۔ انہوں نے یہ کر دیا۔ ان کی خواتین بہت دلکش ہوتی ہیں۔ ایسی بیہودہ باتیں اور بکواس انسانی معیار اخلاق اور خود دین اسلام کے اخلاقی تقاضوں کو کہاں تک پورا کرتے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ جو بات میرے ضمیر اور ایمان کے مطابق غلط ہوتی ہے میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور احتجاجاً قانون اور اخلاق کا پابند نہیں رہا کرتا۔ جہاں تک دیانتداری کا تعلق ہے پاکستان میں ان کی دیانتداری قابلیت اور اہلیت کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ ان کی خواتین کا جہاں تک تعلق ہے ہوس پرست اور جنسی ذہن کے عیاش مولویوں نے بہت کچھ مشہور کر رکھا ہے مگر میری اپنی کیفیات اور مشاہدہ کے مطابق مرزائی فرقے سے تعلق رکھنے والی خواتین انتہائی با اخلاق، نیک کردار، ہمدرد، مہذب، تعلیم یافتہ، نفاست پسند اور سلیقہ شعار محنتی خواتین ہیں۔ وہ اب بھی بے چاری سہمی ہوئی اور سیاسی خوفزدگی کے باوجود اپنے اپنے ماحول میں منفرد ہیں۔ ۴۴ سالہ پاکستانی معاشرے کی تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی کہ مرزائی عورت کو کبھی کسی ماحول میں پولیس نے بدکاری، بد دیانتی یا کسی اور جرم میں چالان کیا۔ ضیاء الحق کے دور میں راولپنڈی میں پیر صلاح الدین نامی ایک سابق مجسٹریٹ کے خلاف بے راہروی کے خلاف کے مقدمات ضرور درج ہوئے تھے مگر وہ بھی ایک ذاتی انتقام تھا۔ ان کی سچائی بھی مشکوک تھی کیونکہ پیر صلاح الدین کا [illegible] منظور نظر تھا۔

(۶)

پاکستان میں آج تک کسی مرزائی کو رشوت ستانی یا بدعنوانی میں گرفتار نہیں کیا گیا۔ کیا کسی طبقے کی دیانتداری کے لئے یہ ثبوت کافی نہیں ہوتے۔ میرا قلم میرے ضمیر اور میرے ایمان کی قوت کے تابع ہے۔ جھوٹ اور سیاست بازی کے ذریعہ جو بھی فیصلہ کیا جائے گا جو کسی بھی طبقے اور فرقے کے خلاف ہوگا وہ منافقت اور بد نیتی پر مبنی ہوگا اور اس طرح وہ غیر اسلامی بھی ہوگا اور میں اس پر خاموش نہیں رہوں گا۔ جہاں تک سزا جزا کا تعلق ہے یہ اختیار اور قوت اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ مرزائیوں میں بھی بڑے بڑے جیّد علماء ہوئے ہیں۔ اگر وہ قرآنی آیات کی تشریح روح قرآن اور منشائے خداوندی کے خلاف کرتے رہے ہیں تو خدائی فیصلہ کے مطابق قیامت کے روز وہ منکر رسالت اور منکر قرآن قرار پائیں گے اور ان کے اس جرم کی جو بھی قدرت سزا دینا ہوگی وہ ضرور دے گی۔ کیا اللہ تعالیٰ کسی دنیا پرست اور دولت پرست مولوی کے فتویٰ اور تشریح کا محتاج ہے؟ ان کے اپنے اخلاق و کردار اور سیاسی روش کیا ہے۔ یہ اگر جو آج تک اس ملک میں شریعت نافذ کرانے میں منافقت سے کام لیتے رہے ان کو کس نے یہ اختیار دیا ہے کہ یہ جس کو چاہیں کافر بنا دیں اور جس کو چاہیں مرد مومن۔ آخر انہیں خدا اور خدا کے دین سے مذاق کرنے اور مذہبی تجارت کرنے کا لائسنس کس نے دیا ہے؟

(۷)

میں تو خدا کے دین کا پابند ہوں مگر ان مولویوں کا کیا ہے۔ انہوں نے تو مصور پاکستان حضرت علامہ اقبال اور محسن وطن اور بانئ پاکستان تک کو کافر قرار دے دیا تھا اور پھر کیا یہی وہ مولوی نہیں تھے جنہوں نے امیر معاویہؓ سے رشوت لے کر نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ کے خلاف باغی ہو جانے کا فتویٰ صادر کر دیا تھا۔

پاکستان یوں تو دانشوروں کی سب سے بڑی منڈی ہے۔ مگر ان سب کی عقل و دانش ان کے نفس سے باہر کبھی نہیں نکل سکتی۔ کسی دانشور میں یہ ہمت نہیں ہوئی کہ موجودہ سوالی میں مسلمانوں نے کبھی کوئی شریعت بل پیش نہیں کیا۔ کیا پاکستان پر مکتوں کی حکومت ہے کہ وہاں شریعت کو بطور بل پیش کیا جائے اسی بنیاد پر میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارے میں بھٹو مرحوم کے فیصلہ کو دین سے کسی قسم کی محبت یا اپنے دین کی خدمت قرار نہیں دے سکتا۔ کیونکہ یہ فیصلہ سراسر سیاسی دباؤ اور اپنے ڈولتے اقتدار کو سہارا دینے کی خاطر مولویوں کی طرف سے کی گئی مذہبی بلیک میلنگ کا شاہکار تھا۔ بھٹو ایک ایسا بزدل حکمران تھا جو اقتدار میں رہنے کی خاطر کچھ بھی کر سکتا تھا اور کرتا بھی رہا۔

(۸)

اب میں آخر میں جناب مقبول الٰہی ملک ولد انوار الٰہی ملک ایڈیٹر روزنامہ "احسان" مرحوم کے دلائل اور شخصیت کے متعلق کچھ زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کیونکہ ملک صاحب موصوف اپنی اعلیٰ "سرکاری" خدمات کے عوض ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے عہدہ تک [illegible] اور محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عدالت عالیہ کی کرسی ابھی تک ان کی اہلیت سے محفوظ ہے۔ ان کی قابلیت کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ اس وقت پنجاب ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی اکثریت سابق ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل ہے۔ جسٹس جناب شیخ محمد ریاض صاحب واحد جج ہیں جو مکمل ایڈووکیٹ جنرل تھے۔ مجھے مقبول الٰہی ملک صاحب کی اہلیت بہت اچھی لگتی ہے افسوس ہے کہ ہماری فلم انڈسٹری اس جوہر نایاب سے محروم رہی ہے۔ ان کے دلائل ان کے اندر کی خواہش پر دلالت کرتے ہیں وہ دراصل ہر دورِ آمریت کے ماہر قانون دان ہیں ان کو ایسی ہی بحث کرنی چاہیئے تھی۔

(۹)

اور آخر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس کالم کی اشاعت پر مجھ پر کیا کیا رنگ برنگے الزامات لگائے جائیں گے میرے مخالف اس حوالہ سے ہر جگہ پروپیگنڈہ کریں گے کہ یہ چار صفحے کا اخبار جو مسلسل حکومتی ناانصافیوں کے باوجود جاری ہے۔ اس کی امداد مرزائی کرتے ہیں۔ اور یہ مضمون مبلغ ایک لاکھ روپیہ نصف جس کے پچاس ہزار ہوتے ہیں دے کر لکھوایا گیا ہے حضرت مولوی منظور چنیوٹی اور لاہور کے لوہاروں کا پیش امام محمد حسین نعیمی اور ۲۰ گریڈ یافتہ امام عبد القادر آزاد زبانی بیان والا تو مکمل گواہی کے ساتھ کہیں گے ہمیں رات کو خواب میں حضور پاک نے بشارت دی ہے کہ تم خاموش تماشائی بن کے بیٹھے ہو اور ایک شخص گستاخ رسول طبقے کی حمایت کر رہا ہے۔ یاد رکھیں اس کالم کے بعد میرے خلاف ان فتویٰ بازوں جو نما گندم فروش مولویوں کا فتویٰ آنے والا ہے جس کا خدا کی قسم مجھے انتظار بھی ہے لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ بھی نہیں ہے اس لئے کہ قارئین کو جو میرا کالم باقاعدگی سے پڑھتے ہیں میرے خیالات اور عقیدے سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ میں بتاتا چلوں کہ میں نے آج تک کسی قابلِ ذکر قادیانی سے دوستی یا واسطہ نہیں رکھا کیونکہ میرے نزدیک یہ لوگ بزدل بھی ہیں اور سچائی پر چلنے والے تنہا بھی۔"

(روزنامہ "آفاق" لاہور ۱۲ مئی ۱۹۹۱ء)

درخواستِ دعا

مکرم میرزا احمد اشرف صاحب سیکرٹری مال جماعت ... مسلسل کئی ماہ سے عارضہ قلب و شوگر میں مبتلا چلے آرہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درازی عمر کے لئے نیز ان کی بھاوج محترمہ وسیمہ بیگم صاحبہ دماغ کے ٹیومر سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ گذشتہ دنوں مرض میں شدت ہو گئی ہے ان کی بھی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے نیز والدین کی صحت و سلامتی والی درازی عمر اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ محمد انور احمد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔

پاکستان میں

احمدیوں پر ظلم و ستم کی داستان

مرسلہ: مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن

پاکستان کے احباب جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حضور کے جو خطوط لکھے ان میں سے بعض کے اقتباسات ذیل میں شائع کئے جا رہے ہیں جن سے احمدیوں پر ہو رہے مظالم کی داستان عیاں ہے۔
(قائمقام ایڈیٹر)

پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کی تازہ مثالیں قارئین بدر کے لئے ارسال ہیں:۔

(۱):۔ سمکھی ضلع گوجرانوالہ سے مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مکرم عبدالقدیر صاحب لکھتے ہیں کہ ۵ ستمبر ۱۹۹۱ء کو رات نو بجے پولیس کا ایک اہلکار ختم نبوت کے چار ممبران کے ساتھ جن میں ایک ولی محمد تھا جو ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کے مکانوں کو جلانے اور دکانیں لوٹنے میں پیش پیش تھا احمدیوں کی دوکانوں پر لکھے ہوئے کلمہ کو مٹانے کے لئے آیا۔ اس وقت دوکانیں بند تھیں اور سب احمدی اپنے اپنے گھروں میں تھے۔ ایک احمدی نوجوان قمر اللہ کو اطلاع ہوئی تو وہ موقع پر پہنچا اور پولیس کے سپاہی سے کہا کہ ہم کسی شخص کو کلمہ مٹانے نہیں دیں گے ہاں اگر پولیس مٹانا چاہے تو اس کی مرضی۔ اس پر کافی لے دے ہوئی۔ قمر تھانہ میں گیا۔ اور وہاں جاکر بھی یہی بات دہرائی کہ اگر کلمہ مٹانا ہے تو پولیس خود مٹائے ورنہ ہم کسی اور کو نہیں مٹانے دیں گے۔ اس پر پولیس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود کلمہ مٹائے گی کلمہ مٹانے کے عمل کے دوران تیز آندھی چلی اور بجلی فیل ہو گئی مگر بد بختوں نے اندھیرے میں بھی کلمہ طیبہ مٹا دیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

سمکھی میں دو دکانوں سے تیسری مرتبہ کلمہ مٹایا گیا ہے۔ پولیس نے کہا ہے کہ اگر آپ کو کلمہ سے محبت ہے تو زبانی جتنا چاہیں پڑھیں مگر لکھیں نہیں کیونکہ اس سے ماحول خراب ہوتا ہے۔ *

(۲):۔ مکرم عبدالسمیع نون صاحب سرگودھا سے مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء کو لکھتے ہیں:۔

میرے بھائی غلام حسین نون کو اپنے بلا اولاد نمبردار تایا کی وفات پر بطور وارث کے ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے نمبردار مقرر کیا۔ چند مخالفین نے اس تقرری پر اعتراض کیا اور اپیل کی کہ غلام حسین نون چونکہ احمدی ہے وہ ایک غیر مسلم گاؤں کا نمبردار نہیں ہو سکتا۔ کمشنر سرگودھا کے روبرو جب یہ درخواست پیش ہوئی تو اس نے مخالفین کے موقف کو ماننے سے انکار کر دیا اور اپیل خارج کر دی۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ممبر بورڈ آف ریونیو نے مخالفین کی درخواست منظور کر لی ہے اور فیصلہ دے دیا ہے کہ غلام حسین چونکہ غیر مسلم ہے اس لئے وہ مسلمانوں کا نمائندہ یعنی نمبردار مقرر نہیں کیا جا سکتا +

(۳):۔ سید حنیف احمد مربی سلسلہ بھکر اطلاع دیتے ہیں کہ بھکر میں ابھی تک فضا کشیدہ ہے مخالفین آئے دن نت نئے پلان بناتے رہتے ہیں۔ قریبًا ایک ماہ قبل ختم نبوت یوتھ فورس کے چند نوجوانوں نے ایک احمدی نوجوان عبداللطیف مومن صاحب کو مارنے کے لئے پلان بنایا اور ایک ایسی تنگ گلی میں کھڑے تھے جہاں سے کہ عبداللطیف صاحب نے گزرنا تھا مگر عبداللطیف صاحب نے اپنا راستہ بدل دیا اور اس طرح مخالفین کا پروگرام فیل ہو گیا۔

ابھی چند دن ہوئے مغرب اور عشاء کے درمیان چند نامعلوم اشخاص مسجد احمدیہ آئے اور مسجد کے اندر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ پر سیاہی پھیر کر چلے گئے اس وقت مسجد میں کوئی خادم موجود نہ تھا۔

چنانچہ مسجد پر کلمہ طیبہ دوبارہ لکھوا دیا گیا۔ لکھنے والا ایک عیسائی تھا کیونکہ مسلمان پینٹر نے لکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

مخالفین کا نیا نعرہ ہے کہ اگر دنیا میں امن چاہتے ہو تو احمدیوں کو ختم کر دو۔

اسی طرح کلور کوٹ میں ایک احمدی اُستانی محترمہ کوثر صاحبہ کے خلاف مولوی حضرات عوام الناس کو بھڑکا رہے ہیں +

(۴):۔ مکرم خوشی محمد شاکر مربی سلسلہ چنیوٹ اپنے ۵ ستمبر ۱۹۹۱ء کے خط میں لکھتے ہیں:۔

حالات خراب ہو رہے ہیں مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۹۱ء کو یہاں غیر احمدی مولوی محمد حنیف آیا اور جماعت کے خلاف تقریر کی بعد ازاں ایک بے نام رقعہ مکرم روشن دین صاحب صدر جماعت کو لکھا جس میں کہا

"تنظیم غلامانِ مصطفیٰ آپ کو آگاہ کرتی ہے کہ آج سے اذان مت کہنا اور نہ ہی مسجد کے مینار بنانے کی کوشش کرنا۔ اپنی قبریں الگ کرنے کے لئے بھی وقت بتاؤ۔ ہم آپ کی قبریں الگ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ نے قبریں الگ نہ کیں تو آج کے بعد ہم آپ کو اپنی قبروں میں مردے دفن کرنے نہیں دیں گے۔ لہٰذا آپ برائے مہربانی اپنی قبریں الگ کروا لیں۔" +

(۵):۔ مکرم نذیر احمد صاحب خادم چک $\frac{\text{۸۴}}{\text{7.R}}$ ضلع بہاولنگر سے اپنے خط محررہ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۱ء میں لکھتے ہیں:۔

ایک احمدی نوجوان مبشر احمد بعمر ۲۵/۲۶ سال جو کہ چوہدری بشیر احمد چٹھہ کے فرزند تھے مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۱ء کو ایک حادثہ میں وفات پا گئے تھے۔ گاؤں والوں نے بھرپور ہمدردی کا مظاہرہ کیا اور ان کی لاش کو باہم صلاح و مشورہ کے بعد چک کے قریب غیر آباد لقایا سرکار میں دفن کر دیا گیا۔ بعد ازاں گاؤں کے دو تین شرپسندوں نے ختم نبوت کے مولوی محمد اسمٰعیل اور مولوی قدرت اللہ سے مل کر اسسٹنٹ کمشنر فورٹ عباس صوفی غلام مصطفیٰ کو مبشر احمد کی قبر کشائی کی درخواست بھجوا دی اور جھوٹ لکھا کہ مبشر احمد کو "مسلمانوں کے قبرستان" میں دفن کیا گیا ہے۔

اسسٹنٹ کمشنر فورٹ عباس نے بلا تحقیق ڈپٹی کمشنر ضلع بہاولنگر کو پُر زور سفارش کر دی کہ قبر کشائی کرنا ضروری ہے چنانچہ ۲۹ $\frac{8}{91}$ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم جاری کر دیا کہ قبر کشائی کی جائے۔

گاؤں کے لوگوں کو جب اس حکمنامہ کا پتہ چلا تو انہوں نے بہت برا منایا اور پولیس اور علاقہ کے ایم پی اے کو ۳۳ افراد نے اپنے دستخطوں سے درخواست لکھی کہ قبر کشائی کا حکم اہل دیہہ کی توہین کے مترادف ہے اس لئے اسے فی الفور واپس لیا جائے۔ جس پر ۹ ستمبر ۱۹۹۱ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے یہ حکم واپس لے لیا ہے۔

ادھر گاؤں کے شرپسندوں نے اپنی سازشیں جاری رکھیں اور مکرمی نذیر احمد خادم کے تازہ خط محررہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۱ء سے معلوم ہوا کہ مخالفین نے ڈپٹی کمشنر سے دوبارہ قبر کشائی کے آرڈر لے لئے ہیں۔ گاؤں کے شرفاء مکمل طور پر احمدیوں کے ساتھ ہیں۔ مگر شرپسند اپنا پورا زور لگا رہے ہیں۔ دُعا کی درخواست ہے +

(۶):۔ مکرم طاہر محمود صاحب کراچی سے اپنے خط محررہ ۱۶ $\frac{7}{91}$ میں لکھتے ہیں:۔

آج کل یہاں شدید مخالفت ہو رہی ہے۔ مخالفین اوچھے ہتھکنڈوں پر اترے ہوئے ہیں۔ شدید دشمنی کی وجہ سے ہمارے ایک احمدی بھائی عبدالشکور صاحب کو اپنی دوکان خالی کرنا پڑی اب مخالفین ہمارے مالک مکان پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ جو ایڈوانس کرایہ تم نے احمدیوں سے لیا ہے ہم سے لو اور دوکان خالی کرواؤ۔ لوگوں کو بھڑکاتے ہیں اور الزام لگاتے ہیں کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے آپ کو "محمد" قرار دیا ہے۔ اس لئے احمدی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو محمد سے ان کا مراد مرزا صاحب ہوتی ہے۔ شدت مخالفت کی وجہ سے ایک نو احمدی عبدالمجید نے احمدیت سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ اس کے والد نے رونا دھونا شروع کر دیا تھا کہ اگر تم نے احمدیت نہ چھوڑی تو میں ہمیشہ کے لئے گھر سے چلا جاؤں گا اور پھر تمہیں کل

نہ دکھاؤں گا۔ میں نے سمجھایا تو کہنے لگے کہ میں نے احمدیت کو جھوٹا تو نہیں کہا۔

(۷) :- مکرم فضل احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جستو کی اپنے خط ۲۶/۷/۹۱ میں تحریر فرماتے ہیں :-

تقریبًا دو اڑھائی سال سے بوجہ احمدیت مختلف مقدمات میں ماخوذ ہوں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے میں نے اپنے مکان سے ملحق اپنی ہی زمین میں سے کچھ حصہ صحن میں ملانا چاہا چنانچہ اسی مقصد کے لئے دیواریں بنائیں چونکہ اسی جگہ سے لوگوں کی آمد و رفت بھی تھی لہذا ۱۲ فٹ ان کے راستہ کے لئے جگہ چھوڑ کر دیواریں بنائی گئیں لیکن ایک مخالف نے روک ڈالی اور عدالت سے STAY آرڈر لے لیا۔ ایک سال تک مقدمہ کی کارروائی ہوتی رہی بالآخر عدالت سے میرے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ اور میں نے دیواریں بنا لیں۔ مگر مخالفین نے غنڈوں کی مدد سے رائفلوں سمیت حملہ کیا اور ٹریکٹروں سے دیواروں کو گرا دیا۔ اسی حملے کے دوران میرے داماد کو ران میں گولی لگی اور میری بہو بھی اینٹوں کی بوچھاڑ سے زخمی ہو گئی۔ چنانچہ پولیس میں ان کے خلاف پرچہ درج کرایا گیا اور دوبارہ دیواریں تعمیر کیں مگر مخالفین نے پھر ان کو گرا دیا۔

نتیجتًا گھر کی بے پردگی ہوئی اور پولیس اور مخالفین نے دھمکیاں دیں کہ اگر دیوار بنائی گئی تو سخت خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ چنانچہ ہم نے سرکنڈوں کی مدد سے باڑ کھڑی کی تاکہ پردہ کا کچھ انتظام ہو۔ مگر مخالفین نے ایک اور سازش کی اور انسپکٹر پولیس کنجاہ نے گاؤں کے ایک آدمی سے مل کر ہمارے خلاف ایک درخواست دائر کر دی کہ ہم اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کا نام دیتے ہیں۔ ہم نے اس کی تعمیر بھی مسجد نما بنا رکھی ہے جس کی دیواروں پر کلمہ طیبہ و آیات قرآنی تحریر کر رکھی ہیں۔ .... اس طرح سائل اور دیگر مسلمانان دیہہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ اور نوجوان نسل کو اپنے عقائد کا پرچار کر کے گمراہ کر رہے ہیں۔

چنانچہ تھانہ میں خاکسار اور خاکسار کے تینوں بیٹوں نذیر احمد، خلیل احمد اور منصور احمد کے خلاف زیر دفعات 295/A اور 298/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۱ء کو درج کر لیا گیا ہے۔

اس مقدمہ کا مقصد صرف ہمیں ہراساں کرنا ہے۔ اور عدالتی کارروائی سے دستبردار کرنے کی کوشش ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ پاکستان کے مظلوم بھائیوں کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ ان کو دشمنانِ دین کے ہر شر سے محفوظ اور اپنی پناہ میں رکھے اسی طرح اسیرانِ راہِ مولیٰ بھائیوں کو جلد از جلد رہائی عطا فرمائے۔ آمین ؁

ایک احمدی نوجوان کو اعزاز

گزشتہ ماہ ستمبر میں دوراہا ریلوے سٹیشن پر اَمادی اسپیشل ٹرین پر فائرنگ میں زخمی ہونیوالے مسافروں کی طبی امداد میں مکرم مرزا مظفر احمد صاحب ابن مکرم مرزا منور احمد صاحب درویش قادیان نے نمایاں خدمات انجام دی تھیں جس کے اعتراف میں وزیر ریلوے مکرم جناب جعفر شریف صاحب نے اُن کے نام ایک خط انگریزی میں تحریر فرمایا ہے۔ اخبار بدر میں ریکارڈ کے لئے اس کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (قائمقام ایڈیٹر)

جناب ڈاکٹر احمد صاحب

مورخہ ۶-۹-۹۱ کی شب دوراہا ریلوے اسٹیشن پر اَمادی اسپیشل ٹرین پر سماج دشمن عناصر کی طرف سے فائرنگ کے حادثہ کے موقعہ پر آپ نے جو بہادرانہ کردار ادا کیا اس کے لئے میں تہہ دل سے آپ کا مشکور ہوں۔ اس نازک لمحہ پر آپ نے جراٴت مندانہ قدم اٹھاتے ہوئے زخمی مسافروں کو طبی امداد بہم پہنچانے کا جو اہم فریضہ انجام دیا وہ یقینًا قابل ستائش ہے۔ اگر آپ کی طرف سے بروقت امداد نہ ملتی تو زخمی مسافروں کی تکلیف میں یقینًا مزید اضافہ ہو جاتا۔ آپ کا مثالی حوصلہ سب کے لئے ایک روشن اور قابل تقلید نمونہ ہے۔

آپ کی اس عظیم خدمت کے اعتراف میں ہماری طرف سے ۵۰۰/- روپے کا حقیر تحفہ پیش ہے قبول فرمائیں۔ یہ تحفہ آپ کو شمالی ریلوے کی جانب سے کسی موزوں تقریب میں پیش کیا جائے گا۔

نیک تمناؤں کے ساتھ

دستخط

سی کے جعفر شریف

مبلغین کرام متوجہ ہوں!

جملہ مبلغین کرام کی آگاہی کے لئے اعلان ہے کہ اخبار بدر میں شائع کی جانے والی رپورٹیں اور مضامین نظارت دعوۃ و تبلیغ کی معرفت ارسال کریں۔ براہِ راست مکرم ایڈیٹر صاحب بدر کو نہ بھجوائی جائیں۔ اسی طرح تحریک جدید اور وقف جدید کے تحت کام کر رہے مبلغین اور معلمین کرام اپنے دفاتر کی معرفت رپورٹیں ارسال کیا کریں ؁

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دعا

صوبہ آسام کے معروف مقام "ڈبرو گڑھ" کے مخلص مسلمان بھائی جناب طارق محمود صاحب رحمٰن ڈائریکٹر ورشمو... کی کمپنی عرصہ دس سال سے زیادہ ہو گا شادی کئے ہوئے۔ اولاد سے محروم ہیں۔ حصول اولاد کے لئے نیز عرصہ ہوا ایک خواب ڈراؤنا دیکھا تھا۔ جس کی وجہ سے موصوف پریشان ہیں۔ سکونِ قلب کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ موصوف سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات اور عقائد سے کافی متاثر بھی ہیں۔ قبولِ احمدیت کی توفیق پانے کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے ؁

خاکسار۔ سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ آسام

(۲) :- خاکسار کی والدہ صاحبہ کی صحت و سلامتی درازئ عمر کے لئے نیز چھوٹے بھائیوں کے کاروبار میں برکت و ترقی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے احباب سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار۔ بشارت احمد حیدر قادیان

تصحیح

حضور انور کے خطبہ جمعہ مطبوعہ بدر ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں صفحہ ۳ پر کالم ۱ کی آٹھویں سطر میں سہو کتابت سے "چندہ عام" کی بجائے چندہ عالم لکھا گیا ہے۔ قارئین بدر سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پرچوں میں اس کی تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

اعلان دعائے مغفرت

میرے والد بزرگوار مکرم سید عاشق حسین صاحب مرحوم مورخہ ۷ اکتوبر ۹۱ء بوقت نمازِ فجر بعمر ۸۰ سال وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم خانپور ملکی کی جماعت کے پرانے بزرگ احمدیوں میں سے تھے۔ ایک عرصہ تک صدر جماعت رہے۔ سلسلے کے نہایت مخلص و جاں نثار فدائی احمدی تھے۔ احباب جماعت و بزرگان اور درویشان قادیان سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ نیز ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔

خاکسار۔ محمد خورشید عالم

سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ بھاگلپور۔

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کے چھٹے سالانہ اجتماع کا انعقاد

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام ۔ خوشگوار ماحول میں علمی دینی اور ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پروگرام۔

رپورٹ مرتبہ ۔ مکرمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ و مکرمہ امۃ الرؤوف صاحبہ

لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ بھارت کا چھٹا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۸ ۔ ۱۹ ۔ ۲۰ ، اکتوبر ۱۹۹۱ء کو نصرت گرلز اسکول کے احاطہ میں منعقد ہوا جس میں قادیان کے علاوہ ۱۳ مجالس کی ۲۳ ممبرات لجنہ اور ۶ ممبرات ناصرات نے شرکت کی ۔ فالحمد للہ ۔

اجتماع کے کاموں کو باحسن انجام دینے کیلئے اجتماع کمیٹی کے علاوہ مختلف شعبے بنائے گئے تمام شعبہ جات کی نگران و معاونات نے خوش اسلوبی سے مفوضہ امور سر انجام دیئے ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

ورزشی مقابلہ جات | اجتماع سے ایک دن قبل لجنہ و ناصرات کے دلچسپ ورزشی مقابلہ جات بیت النصرت لائبریری کے صحن میں کروائے گئے ۔

افتتاحی اجلاس | مورخہ ۱۸ اکتوبر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ افتتاحی اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت شروع ہوئی ۔ مکرمہ امۃ الرحمٰن خادم صاحبہ نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ سنایا ۔ عہد نامہ دہرانے کے بعد صدر اجلاس نے اجتماعی دعا کرائی ۔ ازاں بعد مکرمہ طیبہ ناہید صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا ۔ نظم خوانی کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ روح پرور پیغام سنایا گیا بعدہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان کا پیغام جو آپ نے ہمارے جلسہ پر بھیجا ، سنایا گیا اور مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ کی سالانہ رپورٹ کارگذاری پیش کی بعدہ مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے مستورات کو قرآن مجید کا درس دیا ۔ اسکے بعد لجنہ کا مقابلہ حسن قرات و تقاریر ہوا ۔

شبینہ اجلاس | بعد نماز مغرب و عشاء زیر صدارت مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ شروع ہوا مکرمہ شاہینہ مرزا کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام سنایا ۔ ازاں بعد لجنہ کا مقابلہ حفظ قرآن ، فی البدیہہ تقاریر نظم خوانی ہوا ۔

دوسرا دن پہلا اجلاس | دوسرے دن کی کارروائی زیر صدارت مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ قادیان شروع ہوئی ۔ عزیزہ شاہدہ تنویر کی تلاوت کے بعد ناصرات کا عہد دہرایا گیا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا گیا ۔ ازاں بعد مکرمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ بھارت نے حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا کا پیغام سنایا جو موصوفہ نے ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر ارسال کیا تھا بعدہ مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نائب نگران ناصرات الاحمدیہ نے ناصرات الاحمدیہ بھارت کی سالانہ رپورٹ کارگذاری پیش کی اور ناصرات نے ترانہ پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا ۔ اسکے بعد ناصرات کے درج ذیل مقابلے ہوئے ۔ حفظ قرآن معیار سوم نظم خوانی معیار دوم ۔ تقاریر معیار اول ۔ نظم خوانی معیار سوم اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مستورات سے خطاب کیا اور خود اپنی تربیت اور تربیت اولاد کی طرف بالخصوص توجہ دلائی ۔

دوسرا اجلاس | دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت مکرمہ نصیرہ خاتون صاحبہ سیکرٹری تبلیغ بریلی ہوا ۔ عزیزہ شاہدہ مبارکہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد عزیزہ فہیمہ بشریٰ نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا اس موقعہ پر مقابلہ حسن قرات معیار اول ۔ تقاریر معیار دوم و سوم حفظ قرآن معیار دوم ۔ فی البدیہہ تقاریر معیار اول ہوا اس دوران پانچ بچیوں نے ترانہ پیش کیا اور مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے " سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم " عنوان پر تقریر کی

شبینہ اجلاس | یہ اجلاس مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی صدارت میں ہوا مکرمہ راشدہ مرزا صاحبہ کی تلاوت کے بعد مکرمہ امۃ الہادی شیریں نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا اسکے بعد ناصرات و لجنہ اماء اللہ کے مابین بیت بازی کا مقابلہ اور مقابلہ ذہنی آزمائش لجنہ ہوا ۔

تیسرا دن پہلا اجلاس | اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت مکرمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ بھارت مکرمہ امۃ الہادی شیریں کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا ۔ عزیزہ راشدہ تنویر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ اور عزیزہ ثاقبہ شہلا نے اردو منظوم کلام پڑھا بعدہ مقابلہ حفظ قرآن معیار اول مقابلہ نظم خوانی معیار اول " ذہنی آزمائش " معیار اول ناصرات ہوا اسی دوران مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے حدیث شریف کا درس دیا اور معیار دوم کی سات بچیوں نے ترانہ پیش کیا اور مکرمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نے " ناصرات کی تربیت " پر تقریر کی ۔

اختتامی اجلاس و تقسیم انعامات | اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی زیر صدارت شروع ہوئی مکرمہ زبیدہ پروین صاحبہ کی تلاوت کے بعد مکرمہ طیبہ ناز صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا اور مکرمہ شمیم اختر صاحبہ گیانی نے " سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام " عنوان پر تقریر کی ۔ ازاں بعد مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کو انعامات دیئے گئے اور مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اپنی علالت کی وجہ سے بنفس نفیس اجتماع میں شریک نہ ہو سکیں تاہم ازراہ شفقت اپنا پیغام تحریری طور پر بھجوایا جو مکرمہ نائب صدر صاحبہ لجنہ نے پڑھ کر سنایا ۔ آخر پر لجنہ و ناصرات الاحمدیہ کا عہد دوہرایا گیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی ۔

پیاری امی جان کی یاد میں ۔

یوں تو سب کو اپنی امی جان پیاری ہوتی ہے لیکن ہماری امی جان ہم سب بہن بھائیوں کیلئے امی جان بھی تھیں اور ابو جان بھی ۔ کیونکہ ہمارے ابو جان ہمارے بچپن میں ہی فوت ہو چکے تھے اور امی جان نے ہی والد اور والدہ دونوں کی ذمہ داری نبھائی ۔

میری والدہ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ زوجہ محترم عبدالحمید صاحب ۱۴ مئی ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک صبح دس بجے لاہور میں انتقال کر گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۷ برس تھی ۔ آپ کا جنازہ اسی روز رات گیارہ بجے (ربوہ) لایا گیا اگلے روز نماز فجر کے بعد مسجد بیت المبارک میں محترم میر مصلح الدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ میں جرمنی میں مقیم ہونے کی وجہ سے اپنی پیاری والدہ کی تکفین و تدفین میں شرکت نہ کر سکی ۔ اس بات کا مجھے تمام عمر رنج رہے گا ۔

میری امی جان بہت نیک باعمل کردار اور تہجد گزار خاتون تھیں ۔ آپ تقریباً سولہ برس تک اپنے حلقہ میں سیکرٹری مال کے فرائض انجام دیتی رہیں ۔ گذشتہ آٹھ برس سے وہ اپنے حلقہ مصطفیٰ آباد (لاہور) کی صدر تھیں ۔

آپ اپنے حلقہ میں نیکی بزرگی اور شرافت کے باعث غیر از جماعت خواتین میں بھی یکساں احترام کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں ۔ آپ نے بے شمار غیر از جماعت بچوں کو قرآن پاک پڑھایا اور ان کی ابتدائی تربیت میں حصہ لیا ۔

آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ۔ چار بیٹوں پر اقرار توحید و رسالت کے سلسلے میں گذشتہ سات سال سے مقدمات چل رہے تھے ۔ جو گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل اور ہمارے پیارے امام حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور میری پیاری امی جان کی دعاؤں سے طفیل ختم ہو چکے ہیں ۔ میری والدہ نے ہم سب بہن بھائیوں کے لئے دعاؤں کا خزانہ پیچھے چھوڑا ہے ۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے ۔

امۃ الرؤوف
Carlstru
6477 Limeshain-I Germany.

بقیہ صفحہ ۱

درس دینا ہے ۔ پس ہماری یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم راتوں کو اٹھیں اور دردناک چیخوں اور سسکیوں کے ساتھ خدا کے حضور دعا میں گریہ و زاری کریں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں تاکہ ہر شہر ، ہر قریہ ، ہر محلہ ، ہر میدان اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں کا حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

احمدیت کی دوسری صدی اور ہماری ذمہ داریاں

از: مکرم مولوی محمد نذیر صاحب بشر مبلغ سلسلہ احمدیہ ہبلی (کرناٹک)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے وہ چڑھ چکا ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں بلکہ قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیاء اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے (فتح اسلام) نیز فرمایا اگر کوئی مُر کر واپس آسکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ ساری دنیا احمدی تو ہے اس طرح پڑ ہے جس طرح سمندر قطرات سے پر ہوتا ہے۔

تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں یا، بلا و جانی قربانیوں میں اعلیٰ نمونہ قائم کریں تا آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں اپنے اسلاف کا صحیح جانشین قرار دیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑے پرسوز انداز میں خدمت اسلام کے لئے ہمیں پکارا ہے فرمایا:۔

"میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے لے لوگو اسلام نہایت ضعیف ہوگیا ہے اور اعدائے دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے۔ ایسے وقت میں ہمدردی سے ایمان دکھاؤ اور مردان خدا میں جگہ پاؤ۔

تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۲۰ تا ۲۱۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء کے پیغام میں فرماتے ہیں۔ بھائیو اور بہنو اپنی ذمہ داری کو پہچانو اور خاص توجہ اور خاص کوشش اور خاص ولولہ اور غیر معمولی نیکی اور تقویٰ اور اسوہ کے ذریعہ اسلام کی ترقی کے سامان پیدا کرو۔ اس وقت دنیا مادیت کے ماحول میں گری ہوئی اور روحانیت کے لحاظ سے گویا دم توڑ رہی ہے آپ کا فرض ہے کہ اس نیم مردہ لاش کو روحانیت کے حیات بخش پیغام پہنچائیں اور مرتی ہوئی انسانیت کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچالیں پس تبلیغ کے ذریعہ جو خدا تعالیٰ نے نیک لوگوں میں ودیعت رکھی ہے دنیا سے بدی کو مٹائیں اور نیکی کو ترقی دیں کہ اسی میں آپ کی اور ساری اور تمام دنیا کی نجات ہے"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔ منزل بہت دور ہے اور ہمارا قدم بہت سست ہے جب شام پڑے تو ہمیں گھبرا جانا چاہئے کہ ہمارے کام کے دنوں میں سے ایک دن کم ہو گیا ہے فرمایا اپنی عمروں کا محاسبہ کرتے رہو۔ نہیں بسر کرو اور دیکھو کہ کیا واقعہ میں اسلام دنیا پر غالب آگیا ہے اور کیا واقعہ میں اسلام کی حکومت تمام دنیا میں قائم ہوگئی ہے اگر نہیں اور اسلام ابھی اسی طرح گری ہوئی حالت میں ہے تو اس سال پہلے کی نسبت بہت زیادہ کوشش کرو تاکہ اسلام دنیا میں کامیاب ہو جائے۔

(الفضل مورخہ ۲۷ جون ۱۹۶۱ء)

فرمایا میں دوسرے نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ احمدیت کی ترقی بغیر قربانی اور بغیر وقف کے نہیں ہو سکتی انہیں بھی اس چیز کا احساس ہونا چاہیئے سینکڑوں ہیں جنہوں نے اپنے آپکو خدمت دین کے لئے پیش کیا اور ابھی سینکڑوں باقی ہیں انکو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے آپکو خدمت دین کیلئے پیش کریں تا ان کے نام بھی خدا کے نزدیک خدمت دین کرنے والوں کے رجسٹر میں لکھے جائیں۔

الفضل ۲ فروری ۱۹۵۶ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے (۳۱ اگست ۱۹۰۵ء) پھر آپ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پہ جمع کرے یہی خدا کا مقصد ہے جسکے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔

(الوصیت) اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"وہ دن آگئے ہیں جب ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوگی اگر اس میں آپ کا حصہ نہیں ہوگا تو کتنی بدبختی ہوگی اگر تم چاہتے ہو کہ.... اسلام کو بڑھتے دیکھو تو دعاؤں اور قربانیوں میں لگ جاؤ تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔ جلسہ سالانہ ۱۹۵۷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیاں ہمارے لئے قابل تقلید مثال ہیں۔ آنحضرت صلعم کے شیریں لبوں سے ایک صدا بلند ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانہ وار اس آواز پر فدا ہونے کے لئے آگے بڑھے اور اسلام کی خاطر اپنے آپکو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کرڈالا اور اپنے محبوب و معشوق حضرت سرور کائنات صلعم کی خاطر اور خدا تعالیٰ کی ابدی رضا کی خاطر سخت سے سخت چٹانوں اور پہاڑوں سے ٹکرلی اور ہر مشکل پر زبان حال سے لاخیر لاخیر کہتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے اور تاریخ اسلام میں ایسے ہزاروں جانباز دلبر اور شیر دل فرزندان اسلام اور عاشقان اسلام نوجوانوں کی قربانیاں ہمارے سامنے آتی ہیں جنہوں نے اپنے خون سے ایک سنہری داستان لکھ کر آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم الشان نمونہ قائم کیا ہے۔ اور جن کے نام لیتے ہوئے آج بھی دنیائے اسلام میں رضی اللہ عنہ کے الٰہی خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی قربانی کو دیکھئے کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھتے ہیں "عالی جناب میری یہ دعا ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام الزمان سے جس مطلب کے واسطے مجدد کیا گیا ہے وہ مطلب حاصل کروں اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دین کی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔"

پس اے احمدیت کی طرف منسوب ہونے والو؟ کیا آج ہم بھی اپنے اندر اسی قسم کا ولولہ اور جذبہ رکھتے ہیں کیا آج ہم اسی طرح اسلام کی حفاظت اور ناموس رسول کے تحفظ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنی ہر عزیز چیز لے کر آگے آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین یہ خدا اور اسکے رسول اور اسکے اسلام کے لئے حاضر ہے۔

جب ہم اسلام کی ابتدائی دور کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اے کاش ہم بھی آنحضرت صلعم کے بابرکت دور میں پیدا ہوتے پھر بعثت ثانیہ کا دور آتا ہے اور کون احمدی ہے جس نے یہ تڑپ محسوس نہ کی ہو کہ کاش مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک زمانہ نصیب ہوتا یا کاش مجھے خلافت اولیٰ ثانیہ یا ثالثہ کا دور نصیب ہوتا تو ہم فلاں فلاں کارہائے نمایاں میں حصہ لیتے لیکن یاد رکھیں ہماری آنے والی نسلیں ہم پر رشک کریں گی کہ اے کاش ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور میں ہوتے تو اسلام کی فتح کے بڑے بڑے نشانات دیکھتے اور حضور ایدہ اللہ کے مطالبات پر ہم فاستبقوا الخیرات کے تحت ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ہمیں یہ خوشخبری دے چکے ہیں:۔

"کہ یہ ندرھویں صدی میں ساری دنیا امت واحدہ بن جائے گی ایک خدا ہوگا ایک رسول ہوگا اور ایک شریعت ہوگی ایک قرآن ہوگا اور ہر نسل اپنے مسائل کا حل ڈھونڈے گی یہ سب کچھ ہوگا مگر اسکے لئے ہمکو اور آپکو قربانیاں دینی پڑیں گی۔" الفضل ۱۶ نومبر ۱۹۸۰ء

پس خوش قسمت ہیں ہم کہ ہمیں خلافت رابعہ کا بابرکت دور نصیب ہوا۔ اگر ہم ان تمام ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گے تو ہمارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ ہمیں یہ خوشخبری سنا چکے ہیں کہ "میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اگلی صدی میں تم یہ نظارے دیکھو گے کہ عظیم الشان طاقتوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ کرکے ہموار میدانوں کی طرح تمہارے سامنے بچھا دیئے جائیں گے اور احمدیت کی فتح کے گھوڑے دندناتے ہوئے اُن کی چھاتیوں کے اوپر سے گذرتے چلے جائیں گے اور پھر اگلی دنیا اور پھر اگلی دنیا کو فتح کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

(خطبہ جمعہ ۱۷ مارچ ۱۹۸۴ء)

پس آج خدا تعالیٰ نے ہم پر اسلام کی بہت بڑی ذمہ داری عائد کی ہے اور آج ہمارا رب ہم سے انتہائی قربانی اور ایثار کا مطالبہ کر رہا ہے اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کریں گے تو آنے والی نسلیں ہم پر فخر کریں گی اسلئے اپنی اس چند روزہ زندگی کے میدان میں اپنے عمل سے نشان منزل تک پہنچنے کی کوشش کریں اور ہر ایک سدّ راہ کو پھلانگتے چلے جائیں اور اپنے اخلاق اور اعمال کو قابل نمونہ بنائیں۔ پس آؤ حضور انور ایدہ اللہ کے ارشادات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے بنیں تا ہماری روحیں پاک ہوں اور رب خالق ہماری مدد کرے کیونکہ آج جماعت کو ایسے جانثاروں کی ضرورت ہے جو دنیا کی بہتری کے لئے اپنی زندگیاں قربان کریں آج جماعت کو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو دنیا کی بہتری کے لئے ہر لمحہ بارگاہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں آج جماعت کو ایسی ماؤں کی ضرورت ہے جو اپنی اولاد کو اسلام کے لئے تربیت دے سکیں ایسی بیویوں کی ضرورت ہے جو اسلام کے لئے اپنے خاوند کی جدائی قبول کر سکیں۔ ایسے مردان خدا کی ضرورت ہے جو اپنے سکھ پر اسلام کی ترقی اور چمک کو مقدم رکھیں ایسے افراد کی ضرورت ہے جو اپنی سچائی براہین اور دلائل کے ذریعہ اسلام کی خوبیوں کو دنیا پر آشکار کر سکیں اور آسمانی آب حیات کی متلاشی اقوام سیراب کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا تھا۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ یعنی تم وہ امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے منع کرتے ہو۔ پس ہم وہ خیر امت ہیں جنہوں نے ساری دنیا کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لانا ہے جنہوں نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنا ہے جنہوں نے ہر امیر و غریب ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار کا (باقی صفحہ ۲۲ پر)۔

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی تبلیغی و تربیتی مساعی

کرڈاپلی میں جلسہ سیرت النبی صلعم | مکرم مولوی محمد رحمۃ اللہ صاحب معلم وقف جدید تحریر فرماتے ہیں کہ :-

۱۴ ستمبر ۱۹۹۱ء کو بعد نماز عشاء احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم نیاب الدین صاحب جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب کی تلاوت اور مکرم محمود احمد صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم عبدالحلیم صاحب۔ مکرم رشید احمد صاحب قائد مجلس، مکرم مسیح محمد صاحب مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب خاکسار اور صدر اجلاس نے آنحضور صلعم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔

جلسہ سیرت النبی صلعم بینکال | مکرم شمس الدین خان صاحب معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ :-

۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء کو بعد نماز عشاء احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم جمعہ خان صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد ہوا مکرم عبدالسبحان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی تلاوت اور مکرم عبدالرحیم خان صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم انصار الحق صاحب، مکرم حنیف خان صاحب، مکرم غنی خان صاحب مکرم عبدالرحمٰن صاحب مکرم عبدالسبحان صاحب خاکسار اور صدر اجلاس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔

تیماپور | مکرم سید محمود احمد صاحب عجیب شیر نائب صدر جماعت احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

۱۶ اکتوبر کو مسجد احمدیہ میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد کیا گیا۔ مکرم محمد مبارک احمد صاحب ایڈوکیٹ کی صدارت میں مکرم سید خلیل احمد صاحب عجیب شیر کی تلاوت کے بعد مکرم شفیق احمد صاحب قائد مجلس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا ازاں بعد مکرم محمد عبد اللہ صاحب استاد قائد مجلس گلبرگہ، عزیزہ عرفان احمد صاحب منڈے، مکرم ثاقب احمد صاحب ناگنڈر۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب فضل انسپکٹر تحریک جدید مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ اور صدر اجلاس نے تقاریر کیں اور آنحضور صلعم کی سیرت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی دوران جلسہ مکرم سید فہیم احمد صاحب عجیب شیر نے نظم پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ ایک شادی کے سلسلہ میں آئے ہوئے یک صد مرد وزن اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تمام محلہ کے لوگوں نے جلسہ کی کاروائی کو سنا۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کو حق و صداقت قبول کرنے کی توفیق دے۔

تاراکوٹ | مکرم شیخ علاؤ الدین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

دہدرک سے چالیس کلو میٹر دور تاراکوٹ میں ایک چھوٹی سی جماعت ہے اسکے زیر اہتمام مکرم مولوی محمد معراج علی صاحب مبلغ سلسلہ و دو کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی، مورخہ ۱۸ اکتوبر کو بعد نماز مغرب، منعقد ہوا خاکسار کی تلاوت اور مکرم مولوی محمد طاہر احمد صاحب خوری انسپکٹر بیت المال آمد کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی شیخ بشیر الدین خان صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے "آنحضرت صلعم کی بعثت کی غرض و غایت" خاکسار نے حضور اکرم صلعم کا غیروں سے حسن سلوک مکرم مولوی محمد طاہر صاحب خوری نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ" عنوان پر تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کی کاروائی کو غیر مسلم و غیر احمدیوں نے بھی سنا اور اچھا تاثر پیدا ہوا۔ فالحمد للہ۔

کیرلہ میں معلمین وقف جدید کے ذریعہ تبلیغی پروگرام | جماعت احمدیہ کیرلہ کی صوبائی کمیٹی نے تبلیغ کو وسعت دینے کے لئے مختلف تبلیغی پروگرام بنائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ ہر وہ ضلع جہاں ابھی تک احمدیت کا پیغام نہیں پہنچا وہاں پر ہر اتوار کو ایک ضلع کی تمام جماعتیں مشترکہ طور پر تبلیغ کریں چنانچہ اسی کے مطابق درج ذیل معلمین وقف جدید نے تبلیغی پروگرام بنائے۔"

۱۔ مکرم کے قمر الدین صاحب معلم وقف جدید مریاکنی تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲۰/۱۰ کو یہاں سے پچیس کلو میٹر دور کلڈی کنڈ (Kalladi Kund) میں ایک تبلیغی پروگرام بنایا گیا۔ اس پروگرام میں جماعت ہائے احمدیہ پانگھاٹ۔ کاداشیری۔ چیلاکرہ۔ منارگھاٹ۔ پلی پرم۔ مریاکنی اور ...ز کے افراد شامل ہوئے۔ دو دو تین تین کے وفد کی شکل میں انفرادی طور پر گھروں اور دوکانوں میں جاکر تبلیغ کی یہ پروگرام شام ۴ بجے تک جاری رہا۔

2۔ مکرم سی۔ ایچ عبدالرحمٰن صاحب معلم وقف جدید منارگھاٹ تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۸/۹ بروز اتوار پانگھاٹ داوٹا پالم میں روڈ سے ملحقہ ایک مسلم آبادی میں تبلیغی پروگرام بنایا گیا۔ اس پروگرام میں ۱۰ جماعتوں کے ۳۰ افراد شامل ہوئے۔ صبح گیارہ بجے سے شام ۴ بجے تک تین گروپ بنا کر گھر گھر اور دوکانوں میں جاکر انفرادی طور پر تبلیغ کی گئی۔ اسی طرح ۱۵/۹ اور ۲۹/۹ کو بھی تبلیغی پروگرام بنائے گئے۔

3۔ مکرم کے عبدالسلام صاحب معلم وقف جدید کوڈالی تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ... و ۲۲/۹ و ۲۹/۹ کو مختلف تبلیغی پروگرام بنائے گئے۔ خاکسار اور بعض افراد جماعت دو دو کی شکل میں مختلف مقامات میں جاکر پیغام حق پہنچایا گھروں اور دوکانوں میں جاکر انفرادی طور پر تبلیغ کی اور لٹریچر بھی دیا گیا۔

جماعت احمدیہ مظفرپور (بہار) | مکرم سید داؤد احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مظفرپور تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۷ اکتوبر کی صبح خاکسار سابق وائس چانسلر متھلا یونیورسٹی (دربھنگہ) حال صدر شعبہ تاریخ بہار یونیورسٹی مظفرپور اور ہندوستان کے مشہور تاریخ دان ڈاکٹر جنار دن کمار کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ موصوف نے بڑی خوشی سے خیر مقدم کیا۔

خاکسار نے ان کی خواہش کے احترام میں قرآن مجید کا ہندی ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر کا حسین تحفہ پیش کیا جسے موصوف نے بخوشی قبول کیا۔ اور جماعت احمدیہ مظفرپور کے بارہ میں معلومات حاصل کیں بعدہ آپنے جماعت احمدیہ کی کانفرنس میں شرکت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ شموگہ | مکرم مولوی محمود احمد صاحب ٹیپو مبلغ سلسلہ شموگہ تحریر کرتے ہیں کہ :-

مورخہ ۱۷/۹ بروز اتوار خاکسار کی زیر صدارت مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم عبدالرحیم صاحب بابو کی تلاوت کے بعد مکرم میر کلیم اللہ صاحب نے عہد دہرایا اور مکرم میر اکرام الحق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے مندرجہ ذیل نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

ہے ہر طرف نگر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے

بعدہ مکرم میر سراج الحق صاحب نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے رحمۃ اللعالمین بن کر آئے" تقریر کی عزیز کلیم احمد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ٭ نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے۔ پڑھ کر سنائی اس کے بعد خاکسار نے تمام حاضرین کو نماز با جماعت کی تلقین کی دعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔ اجلاس کے بعد تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کیلئے پروگرام مرتب کئے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی میں برکت دے۔ آمین۔

راجستھان | مکرم مولوی فرزان احمد صاحب زونل سرکل انچارج راجستھان تحریر کرتے ہیں کہ :-

مورخہ ۲/۱۰ کو سینڈر گاؤں میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا زیر صدارت محترم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد افسر اعلیٰ راجستھان ویوپی کاروائی عمل میں آئی تلاوت کلام پاک مکرم گوبند نامتھات نے کی اور مکرم نورالدین صاحب معلم کوٹڑیہ نے درثمین میں سے چند اشعار اعراب کے رنگ میں پڑھ کر سنائے بعدہٗ خاکسار فرزان احمد خان نے جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے اتحاد کے موضوع پر روشنی ڈالی اور اسی طرح مکرم ... کاٹھات اور مکرم نورالدین صاحب معلم کھاڑیہ نے تقریر کی اور آخر میں صدر اجلاس نے خطاب فرمایا دعا کے بعد جلسہ کی کاروائی ختم کی گئی۔

جلسہ سے قبل احباب جماعت نے تبلیغ کا پروگرام رکھا تھا گاؤں کے تمام افراد (احباب و مستورات) اس میں شامل ہوئے۔ مورخہ ۲۴/۱۰ کو سینڈر برانیٹا خورد میں شاندار جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جلسے کا پروگرام بہت دلچسپ رہا اور تقریباً ہزار افراد کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ گاؤں والوں کے علاوہ ایک سو کے قریب افراد دوسرے گاؤں سے صرف جلسے کی خاطر آئے ہوئے تھے۔ بعد نماز عشاء ٹھیک نو بجے خاکسار فرزان احمد خان کی صدارت میں جلسہ کا آغاز ہوا تلاوت کلام پاک مکرم عبدالعزیز صاحب معلم تاجیوڑہ نے کی اور مکرم مظفر الہدیٰ صاحب معلم علی نگر بیاوہ نے درثمین سے نظم پڑھی بعدہٗ مکرم محمد مقبول صاحب حامد معلم برانیٹا خورد مکرم مولوی منظور احمد صاحب جٹی مبلغ گیری اور مکرم مظفر الہدیٰ صاحب معلم نے تقاریر کیں اور اسی طرح دوران تقاریر مکرم محمد مقبول صاحب حامد نے نعت پڑھکر سنائی بعدہ مجلس سوال و جواب کا پروگرام رکھا گیا احباب نے بہت سارے سوالات کئے جنکا خاکسار نے جواب دیا آخر میں خاکسار نے آنحضرت صلعم کی سیرۃ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپکے احکامات پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی اور بعد دعا جلسہ کا پروگرام رات کے ایک بجے اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ کینانور (کیرلہ) | مکرم ٹی پی محمود صاحب سیکرٹری تبلیغ تحریر کرتے ہیں کہ :-

مورخہ ۱/۹ کو ایک خصوصی پروگرام کے تحت مکرم زعیم صاحب مجلس انصار اللہ مقامی تین افراد اور خاکسار پر مشتمل ایک وفد کینانور سے ۱۸ کلو میٹر دور (ٹکرنام ونہ پٹنم) تبلیغ کی غرض سے گئے۔ ۳۰ گھروں اور ۲۵ دوکانوں میں پیغام حق پہنچایا اور تقسیم لٹریچر کے ساتھ کچھ کتب فروخت کر ... متعدد افراد کو جماعت احمدیہ کے بارے میں متعارف کرایا یہ پروگرام ہر لحاظ سے کامیاب رہا اللہ تعالیٰ بہترین نتائج پیدا فرمائے۔

جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرلہ) | مکرم سی۔ ہمزہ کویا صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت لکھتے ہیں کہ ... بھی جماعت احمدیہ کالیکٹ کو ہفتہ قرآن مجید منانے کی سعادت ملی ہر روز بعد نماز مغرب ایک آیت پر قرآنی تعلیمات اور فضائل و برکات پر ہوتی رہی۔ درج ذیل احباب نے اجلاسات میں حصہ لیا مکرم اے پی مجاہد صاحب امیر جماعت احمدیہ۔ مکرم مولوی ابوالوفا صاحب مکرم مولوی محمود احمد صاحب مکرم مولوی محمد ایوب صاحب۔ مکرم اے پی الوی صاحب۔ مکرم کے وی عثمانی صاحب مکرم اے ایم سلیم صاحب مکرم ڈاکٹر احمد صاحب۔ مکرم سی سلیم صاحب خاکسار سی ہمزہ کویا۔

نقشِ اوّل

از محترم جناب ہری رام کلسی صاحب۔ کالکا (ہریانہ)

محترم ہری رام کلسی صاحب نے مورخہ ۲۹ ستمبر ۹۱ء کے خط بنام مکرم چوہدری منصور احمد صاحب چیمہ، میں جماعت احمدیہ سے متعلق اپنی بچپن کی یادوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ قارئین بدر کے افادہ کے لئے اس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (قائمقام ایڈیٹر)

قادیانی یعنی احمدی فرقہ کو میں نام نہاد کٹر ملاؤں، لکیر کے فقیروں سے کہیں بہتر اور قابلِ احترام خیال کرتا ہوں۔ میرا پہلا واسطہ اور تجربہ جس سے میں تازندگی اثر انداز رہوں گا وہ واقعہ میرے بچپن کا ہے۔ تقسیم ملک کے دن تھے تب میں ریاست نالاگڑھ کے ہائی سکول میں دسویں جماعت کا طالب علم تھا۔ اور میری تب عمر یہی کوئی ۱۷ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ دنیاوی لحاظ سے ۱۷ سال کی عمر کم نہیں ہوتی۔ اور آجکل کے تو ۹-۱۰ سال کے بچے اُن دنوں کے ۱۷ سال کی عمر کے بچوں سے کہیں زیادہ دنیاوی سمجھ رکھتے ہیں۔ نالاگڑھ ریاست میں جس محلہ میں ہمارا مکان تھا۔ ساتھ لگتا ہی ایک ہندو پریوار کا مکان تھا باقی تمام تر محلہ مسلمانوں کا تھا۔ جسے محلہ معماراں کہا جاتا تھا۔ کیونکہ محلہ کے زیادہ تر مسلمان معماری کا کام کرتے تھے۔ اگست کیا بلکہ جولائی ۱۹۴۷ء سے ہی انسان اخلاقی طور پر جانوروں سے بھی زیادہ گیا گزرا ہو کر رہ گیا تھا۔ چاروں طرف مار دھاڑ۔ قتلِ عام آگ زنی۔ اور عصمت سازی زوروں پر کیا بلکہ ایک معمول بن کر رہ گئے تھے جس میں ہندو بھی شامل تھے اور مسلمان بھی۔ جہاں مسلمانوں کا زور تھا وہاں ہندوؤں کو نقصان پہنچایا گیا اور جہاں ہندو اکثریت میں تھے انہوں نے مسلمانوں کا قافیہ تنگ کر دیا تھا۔

چونکہ ہمارا محلہ مسلم اکثریت والا محلہ تھا۔ میرے چاچا جی ریاست میں اوورسیئر تھے، وہ ڈر کی وجہ سے عارضی طور پر اپنے پریوار اور گھر کے قیمتی سامان کو ایک ہندو اکثریت والے محلہ میں شفٹ کر گئے۔ یہ سوچ کر کہ جب حالات ٹھیک ہو جائیں گے تو اپنے گھر آ جائیں گے۔ اب رہی بات اپنے گھر کی دیکھ بھال کی اس کے لئے میں اور ایک بزرگ گھریلو نوکر نکو رام دونوں اپنے گھر رہتے تھے۔ محلہ میں میرا کلاس فیلو اور ہم عمر لڑکا منیر احمد رہتا تھا۔ جس کے باپ کا نام شیر خان تھا۔ محلہ میں یہ پریوار اور کچھ دوسرے پریوار احمدی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مجھے اس لئے یہ پتہ تھا کہ شہر کے کٹر ٹائپ ملّا ہمیشہ اُن کی مخالفت بلکہ بُرائی ہی کیا کرتے تھے۔ جبکہ اصل میں محلہ کے وہ چار پانچ گھر انسانیت اور شرافت کی زندہ جاوید مثالیں تھیں۔ جن کی عزت تمام شہر خصوصاً ہندو طبقہ کیا کرتا تھا۔ چاچا اور اُن کے پریوار کو ہندو اکثریت کے محلہ میں گئے تین دن ہوئے تھے کہ شام کے وقت میرے کلاس فیلو دوست منیر احمد کے والدین ہمارے گھر آ گئے۔ اور دونوں کہنے لگے کہ بیٹا ہری رام سب دیکھ رہے ہیں کہ شہر کے چاروں طرف کے گاؤں جلا کر راکھ کر دیئے ہیں۔ سامان لوٹ لیا گیا ہے خُدا جانے یہ نوبت شہر میں کب آ جائے۔ ہم نے اپنی زندگیوں کی اُمید تو چھوڑ دی ہے لیکن رات دِن ایک ہی خوف و فکر ہمیں ستائے جا رہا ہے۔ ہمیں اپنی جان کی تو فکر نہیں لیکن دونوں جواں سال لڑکیوں کی عزت کی فکر ہمیشہ لاحق رہتی ہے اور ہر وقت یہ بات ہمارے دِل و دماغ میں رہتی ہے کہ خدا بچیوں کی عزت محفوظ رکھے۔ کل صبح ہی سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دونوں لڑکیوں کو آپ کے گھر پر رکھا جائے۔ کیونکہ ہمارا یہ پختہ وچار ہے کہ آپ کا ہندو گھر ہونے کی وجہ سے ہماری دونوں لڑکیاں ہر طرح محفوظ رہیں گی۔ میں نے اُن کو جواب دیا کہ چاچا! آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہمارا سارا پریوار ہندو اکثریت والے محلہ میں چلا گیا ہے۔ گھر کی دیکھ بھال کے لئے میں اکیلا ہوں۔ اور یہ بوڑھا نکو رام ہے۔ آپ ہی سوچیں کہ دونوں لڑکیوں کا اس حالت میں ہمارے ہاں رہنا کیا مناسب ہوگا؟ بڑی لڑکی میرے دوست منیر احمد سے سال بھر بڑی تھی اور چھوٹی لڑکی سال ڈیڑھ سال چھوٹی تھی۔ میرے کہنے پر دونوں بزرگوں نے کہا کہ گھر میں اگر تم اکیلے ہو تو کیا ہُوا اس گھر میں محلہ میں کسی امکانی گڑبڑ ہونے پر یہ لڑکیاں اور ان کی عزت و ناموس تو محفوظ رہیں گی۔ ان کا کھانا دونوں وقت گھر سے آ جایا کرے گا۔ تم ہمارے لئے منیر احمد کی طرح ہی ہو سو آپ لڑکیوں کو رکھنے بارے منع نہ کرنا۔ قصہ کوتاہ رات کے تقریباً ۹ بجے والدین اپنی دونوں لڑکیوں کو ہمارے گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلے گئے۔ ڈیوڑھی میں تو نوکر نکو رام رہا کرتا تھا جبکہ بڑی بیٹھک میں ہماری تین چارپائیاں لگ جایا کرتی تھیں۔ رات گئے تک ہم پڑھنے میں مشغول رہا کرتے تھے۔ دوسرے ہی دن شام کے وقت منیر احمد کے والد صاحب اپنے ایک نزدیکی رشتہ دار کی جواں سال لڑکی کو بھی ہمارے گھر چھوڑ کر چلے گئے۔ بستروں اور چارپائیوں کی تو گھر میں کمی نہ تھی۔ تینوں لڑکیوں کا دونوں وقتوں کا کھانا گھر سے آ جایا کرتا تھا۔ بیٹھک میں اب تین کی بجائے چار چارپائیاں لگنے لگیں۔ اگلے ہی روز میں اپنے چاچا جی کے پاس گیا اور تمام حقائق اور حالات ان کو بتائے تو چاچا جی نے جواب دیا کہ ہماری نظروں میں آپ ابھی بچے ہی ہو۔ اب اگر گھر میں تین جوان بچیاں آ ہی گئی ہیں تو ان کا پُورا خیال آپ کی ذمہ داری ہے، چاہے اِس کے لئے تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ تم سمجھدار بچے ہو۔ ہم تم سے یہی اُمید کرتے ہیں کہ اِس نازک معاملہ میں بھی تم سمجھداری کر کے ہمارا نام اور عزت کو مزید اُونچا کر دو گے۔ مجھ میں بھی تب اتنی سمجھ نہیں تھی، نہ ہی دنیا کے اُتار چڑھاؤ سے واقف تھا۔ چاچا جی کو میں نے کہا کہ اپنی ذمہ داری نبھانے کی میں پُوری کوشش کروں گا۔ اندازہ لگائیں کہ کتنے مہان تھے وہ والدین اور کتنے صاف دِل ہوتے تھے بچے —!!

اب آپ جان ہی گئے ہیں کہ بچپن ہی سے میں احمدیت سے کس قدر متاثر رہا ہُوں اور تازندگی رہوں گا۔ چھوٹی چھوٹی ایک دو مثالیں اور بھی عرض کر دیتا ہوں کہ کچھ نام نہاد مُلّا لوگ اِس وہم میں مبتلا ہیں کہ وہ نہ صرف اسلام اور رسولؐ ہی کے علمبردار ہیں بلکہ پُورے مسلم معاشرے کے ہی ٹھیکیدار ہیں۔ جبکہ اصلیت یہ ہے کہ ان کی سُوجھ بُوجھ اور ہر لحاظ سے وہ خود مسلم کہلانے کے ہی حقدار نہیں ہیں۔ ان کی مزید ستم ظریفی دیکھیں کہ یہی لوگ احمدی معاشرے کو جو صحیح معنوں میں حقیقی مسلم معاشرہ ہے۔ اور ہر مذہب اور فرقہ کو نیکی کی راہ پر چلنے کی تاکید کرتا ہے۔ اور نہ صرف قرآن شریف پر ہی سو فیصدی عمل درآمد کرتے ہیں بلکہ ہر مسلم پیر پیغمبر کا احترام ان کٹر پنتھی مُلّاؤں سے ہزار گنا زیادہ کرتے ہیں۔ نہ صرف دِکھاوے کے لئے بلکہ دِل کی گہرائی سے۔ پکے مسلمان کہلانے کے اگر کوئی حقدار ہیں تو وہ فقط احمدیہ معاشرے کے لوگ ہیں۔ جو کٹر پنتھی مُلّا لوگ احمدیوں کو غیر مُسلم اور قابلِ نفرت خیال کرتے ہیں، کیا وہ جواب دے سکتے ہیں کہ اُن کے اپنے معاشرے نے کوئی دُوسرا ظفر اللہ پیدا کیا ہے جس کی قابلیت نہ صرف برصغیر بلکہ دُنیا بھر میں اپنی خداداد قابلیت کا سِکّہ جما کر دکھا دیا تھا۔ گُستاخی معاف! یہ وہی لوگ ہیں جو دھرم کے خود ساختہ محافظ بنے بیٹھے ہیں۔ اور حقیقت میں یہی نام نہاد لوگ اپنے قول و فعل اور اپنی کارکردگی سے اسلام کی توہین کرتے ہیں۔ اور اسلام اور اسلامیت کو اپنا نصب العین سمجھنے والوں کو غیر اسلامی ہونے کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ اگرچہ میں کوئی دھارمک قسم یا دھارمک وچاروں کا آدمی نہیں ہوں۔ مگر یہ بخوبی جانتا ہُوں کہ ہر آدمی کا اپنا عقیدہ، اپنا اعتقاد اور اپنا اعتماد ہُوا کرتا ہے جس پر چل کر وہ سچی نتائج حاصل کرتا ہے۔ پس انسانیت کے پرستاروں، سچائی کے علمبرداروں اور مخلوقِ خدا کو خدا کا سوروپ سمجھنے والوں سے نفرت کرنا اور ذلیل کرنا خدائے برتر کی نظر میں ایک عظیم گناہ ہے جسے خدائے برتر کبھی معاف نہ کرے گا۔

جلسہ سالانہ قادیان پر تشریف لانے والے احباب و خواتین کیلئے

ایک ضروری ہدایت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب کے لئے جو ضروری ہدایات تحریر فرمائی ہیں اُن میں سے ایک ضروری ہدایت یہ ہے کہ:-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اِمسال چونکہ صدسالہ جلسہ سالانہ پر حضور انور کی تشریف آوری بھی متوقع ہے اِس لئے اِس جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد پہلے سالوں کی نسبت کئی گُنا زیادہ ہوگی۔ جلسہ کے موقع پر قادیان میں موسم کافی سرد ہوتا ہے اس لئے تمام مبلغینِ کرام۔ معلمینِ سلسلہ اور عہدیدارانِ کرام سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ میں شمولیت کرنے والے احباب کو یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کرا دیں کہ شدت کی سردی کے پیشِ نظر لحاف وغیرہ ضرور اپنے ساتھ لائیں۔ مرکز کے لئے ایسا انتظام کرنا ممکن نہ ہوگا۔

اُمید ہے احبابِ کرام اس ہدایت کی پابندی فرما کر اطاعتِ امام کا ثبوت دیں گے۔

جزاکم اللہ۔

ناظمِ تربیت جلسہ سالانہ قادیان

افسوس! مکرم فتح محمد صاحب نانبائی درویش وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

افسوس! مکرم فتح محمد صاحب نانبائی درویش قادیان ولد مکرم محمد عبد اللہ صاحب مورخہ ۶ نومبر ۹۱ء کو رات نو بجے گُرو نانک ہسپتال امرتسر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ۱۹۲۲ء میں قادیان میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔ کچھ عرصہ فوجی ملازمت کی۔ تقسیم ملک کے بعد لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نانبائی کی ضرورت پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اپنے آپ کو وقف کردیا۔ اور ۱۹۴۸ء میں قادیان آکر درویشی اختیار کرلی۔ اور سالہا سال تک لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نانبائی کا کام کیا۔ بعد ازاں مختلف ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بطور مددگار کارکن خدمت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت میں جب جلسہ سالانہ ربوہ پر نانبائیوں نے کام کرنے سے یکدم انکار کردیا تو اُس موقع پر بڑی محنت سے مہمانوں کے لئے روٹیاں پکائیں۔

عرصہ ایک سال سے گردوں کی خرابی سے بیمار چلے آرہے تھے۔ دو ماہ سے یہ بیماری شدت اختیار کر گئی۔ اور علاج معالجہ سے کوئی خاص فرق نہ پڑا۔ بالآخر ایک ہفتہ سے کھانا پینا اور بات کرنا بھی ترک کردیا تھا۔ اس لئے گُرو نانک ہسپتال امرتسر میں ڈائیلاسس کے لئے داخل کیا گیا۔ لیکن تقدیر الٰہی غالب آئی اور وہیں پر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ اگلے روز مورخہ ۷ نومبر کو سوا ایک بجے دوپہر جنازہ گاہ میں مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر عمومی نے احباب جماعت کی کثیر تعداد کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد اجتماعی دُعا کرائی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ دو بیٹے اور دو بیٹیوں کے علاوہ باقی سب شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(ادارہ بدر)

ضروری اعلان بسلسلہ واپسی ریلوے ریزرویشن!

برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء

جیسا کہ احبابِ جماعت کو معلوم ہے امسال ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو قادیان میں ہونے والا جلسہ سالانہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ سالانہ صد سالہ ہے علاوہ ازیں اس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شرکت بھی متوقع ہے۔ اس لحاظ سے احباب جماعت سے کثیر تعداد میں اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کی جاتی ہے۔ اس بابرکت سفر کے لئے احباب ابھی سے تیاری شروع کردیں۔ احبابِ جماعت کی سہولت کے لئے دفتر جلسہ سالانہ کی جانب سے قادیان سے واپسی کے لئے ریلوے ریزرویشن ان کی درخواست پر کرائے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو احباب اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے خواہشمند ہیں وہ مندرجہ ذیل کوائف سے جلد مطلع فرمائیں:۔

(۱)۔ تاریخ واپسی ریزرویشن (۲)۔ اسٹیشن کا نام جہاں تک ریزرویشن کروانی مقصود ہے۔

(۳)۔ درجہ: فرسٹ کلاس / سیکنڈ کلاس / A.C. 2 یا 3 ٹائر سلیپر۔

(۴)۔ ٹرین کا نام اور نمبر (۵)۔ سواریوں کے نام، عمر اور جنس۔

(۶)۔ پورے ٹکٹ اور نصف ٹکٹ کی وضاحت۔ نصف ٹکٹ گیارہ سال کی عمر تک لگتا ہے۔

چونکہ ریزرویشن کافی عرصہ پہلے کرانی ہوتی ہے لہٰذا اس سلسلہ میں اطلاع جلد از جلد بھجوائی جائے تاکہ حسبِ خواہش ریزرویشن کرانے میں سہولت ہو۔ ریزرویشن کے لئے خط بھجوانے کے ساتھ ہی مہربانی فرماکر کرایہ و اخراجات کی رقم بھی بذریعہ M.O. یا بنک ڈرافٹ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تفصیل کے ساتھ بھجوائیں۔ اور اس کی اطلاع دفتر جلسہ سالانہ کو بھی دی جائے۔

آجکل اکثر اسٹیشنوں سے واپسی کا بھی ریزرویشن بذریعہ کمپیوٹر کرنے کا انتظام ہے۔ احباب جماعت اس سہولت سے بھی فائدہ اٹھائیں۔ البتہ اگر کسی باعث اس انتظام کے ذریعہ فائدہ اٹھایا جانا ممکن نہ ہو تو پھر مندرجہ بالا کوائف سے مطلع فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں احباب جماعت کا حافظ و ناصر رہے۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو مورخہ ۷ نومبر ۹۱ء بروز جمعرات صبح ۱۰-۶ بجے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بچے کا نام "قمر منور" رکھا ہے۔ نومولود مکرم محمد احمد صاحب کالا افغاناں درویش کا پوتا اور مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب آف بمبئی کا نواسہ ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی زندگی دے اور خادمِ دین اور نیک اور صالح بنائے۔ مبلغ پندرہ روپے اعانتِ بدر میں جمع کئے گئے ہیں۔

خاکسار:۔ منور احمد ناصر

کارکن دفتر محاسب قادیان۔

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشادِ نبوی
لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ
(وارث کے لئے وصیت منع ہے)
—(منجانب)—
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF:- 6378622
RESI:- 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 400099.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں"
—(کشتی نوح)—
NTF
Starline
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور زیادہ زیب، ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!!
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
—(پیشکش)—
یابا فٹ ویئر، کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔
۵۲۰۶ - ۵۱۳۷ - ۲۰۲۸ - ۴۳